قُلۡ اِنَّ الۡفَضۡلَ بِیَدِ اللّٰہِ ۚ یُؤۡتِیۡہِ مَنۡ یَّشَآءُ ؕ وَاللّٰہُ وَاسِعٌ عَلِیۡمٌ (آل عمران: 74)

روزنامہ

الفَضل لندن

مدیر ابوسعید

Online Edition

بدھ 10/ اگست 2022ء | 12/ محرم 1444 ہجری قمری | 10/ ظہور 1401 ہجری شمسی | جلد: 4 | شمارہ: 166

فرمانِ رسولؐ

حضرت ابوسعید رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ آنحضرت صَلَّی اللّٰہُ عَلَیۡہِ وَسَلَّمَ نے فرمایا: اَلۡحَسَنُ وَالۡحُسَیۡنُ سَیِّدَا شَبَابِ اَھۡلِ الۡجَنَّۃِ

(جامع ترمذی ابواب المناقب باب مَنَاقِبُ اَبِیۡ مُحَمَّدٍ الۡحَسَنِ وَالۡحُسَیۡنِ بۡنِ عَلِیٍّ حدیث ۳۸۵۳)

حضرت سلطان القلمؑ کے رشحاتِ قلم

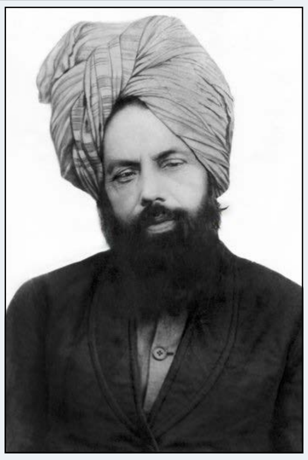

حضرت مسیح موعود علیہ السلام فرماتے ہیں:

’’مجھے اطلاع ملی ہے کہ بعض نادان آدمی جو اپنے تئیں میری جماعت کی طرف منسوب کرتے ہیں، حضرت امام حسین رضی اللہ عنہ کی نسبت یہ کلمات منہ پر لاتے ہیں کہ نَعُوۡذُ بِاللّٰہِ حسین بوجہ اس کے کہ اُس نے خلیفۂ وقت یعنی یزید سے بیعت نہیں کی، باغی تھا اور یزید حق پر تھا لَعۡنَتُ اللّٰہِ عَلَی الۡکَاذِبِیۡنَ۔ مجھے امید نہیں کہ میری جماعت کے کسی راستباز کے منہ سے ایسے خبیث الفاظ نکلے ہوں گے۔ … میں اس اشتہار کے ذریعہ سے اپنی جماعت کو اطلاع دیتا ہوں کہ ہم اعتقاد رکھتے ہیں کہ یزید ایک ناپاک طبع، دنیا کا کیڑا اور ظالم تھا اور جن معنوں کی رُو سے کسی کو مومن کہا جاتا ہے، وہ معنے اُس میں موجود نہ تھے۔ مومن بننا کوئی امر سہل نہیں ہے۔ اللہ تعالیٰ ایسے شخصوں کی نسبت فرماتا ہے:۔ قَالَتِ الۡاَعۡرَابُ اٰمَنَّا ؕ قُلۡ لَّمۡ تُؤۡمِنُوۡا وَلٰکِنۡ قُوۡلُوۡۤا اَسۡلَمۡنَا (الحجرات: 15) مومن وہ لوگ ہوتے ہیں جن کے اعمال ان کے ایمان پہ گواہی دیتے ہیں جن کے دل پر ایمان لکھا جاتا ہے اور جو اپنے خدا اور اُس کی رضا کو ہر ایک چیز پر مقدم کر لیتے ہیں اور تقویٰ کی باریک اور تنگ راہوں کو خدا کے لئے اختیار کرتے اور اُس کی محبت میں محو ہو جاتے ہیں اور ہر ایک چیز جو بُت کی طرح خدا سے روکتی ہے خواہ وہ اخلاقی حالت ہو یا اعمالِ فاسقانہ ہوں یا غفلت اور کسل ہو، سب سے اپنے تئیں دُور تر لے جاتے ہیں۔ لیکن بدنصیب یزید کو یہ باتیں کہاں حاصل تھیں۔ دنیا کی محبت نے اُس کو اندھا کر دیا تھا۔ مگر حسین رضی اللہ عنہ طاہر مطہر تھا اور بلاشبہ وہ ان برگزیدوں میں سے ہے جن کو خدا تعالیٰ اپنے ہاتھ سے صاف کرتا اور اپنی محبت سے معمور کر دیتا ہے اور بلاشبہ وہ سردارانِ بہشت میں سے ہے اور ایک ذرہ کینہ رکھنا اس سے موجبِ سلبِ ایمان ہے اور اس امام کی تقویٰ اور محبت الٰہی اور صبر اور استقامت اور زہد اور عبادت ہمارے لئے اسوۂ حسنہ ہے اور ہم اس معصوم کی ہدایت کے اقتداء کرنے والے ہیں جو اس کو ملی تھی۔ تباہ ہوگیا وہ دل جو اس کا دشمن ہے اور کامیاب ہوگیا وہ دل جو عملی رنگ میں اس کی محبت ظاہر کرتا ہے۔ اور اس کے ایمان اور اخلاق اور شجاعت اور تقویٰ اور استقامت اور محبت الٰہی کے تمام نقوش انعکاسی طور پر کامل پیروی کے ساتھ اپنے اندر لیتا ہے جیسا کہ ایک صاف آئینہ میں ایک خوبصورت انسان کا نقش۔ یہ لوگ دنیا کی آنکھوں سے پوشیدہ ہیں۔ کون جانتا ہے ان کا قدر مگر وہی جو ان میں سے ہیں۔ دنیا کی آنکھ ان کو شناخت نہیں کرسکتی کیونکہ وہ دنیا سے بہت دور ہیں۔ یہی وجہ حسینؓ کی شہادت کی تھی کیونکہ وہ شناخت نہیں کیا گیا۔ دنیا نے کس پاک اور برگزیدہ سے اس کے زمانہ میں محبت کی تا حسینؓ سے بھی محبت کی جاتی۔ غرض یہ امر نہایت درجہ کی شقاوت اور بے ایمانی میں داخل ہے کہ حسین رضی اللہ عنہ کی تحقیر کی جائے۔ اور جو شخص حسینؓ یا کسی اور بزرگ کی جو آئمہ مطہّرین میں سے ہے تحقیر کرتا ہے یا کوئی کلمہ استخفاف کا اس کی نسبت اپنی زبان پر لاتا ہے۔ وہ اپنے ایمان کو ضائع کرتا ہے کیونکہ اللہ جل شانہ اس شخص کا دشمن ہو جاتا ہے جو اس کے برگزیدوں اور پیاروں کا دشمن ہے‘‘

(مجموعہ اشتہارات جلد 3 صفحہ 544 تا 546 اشتہار نمبر 263 ایڈیشن 1989ء)

ارشاد باری تعالیٰ

لٰکِنِ الَّذِیۡنَ اتَّقَوۡا رَبَّہُمۡ لَہُمۡ جَنّٰتٌ تَجۡرِیۡ مِنۡ تَحۡتِہَا الۡاَنۡہٰرُ خٰلِدِیۡنَ فِیۡہَا نُزُلًا مِّنۡ عِنۡدِ اللّٰہِ ؕ وَمَا عِنۡدَ اللّٰہِ خَیۡرٌ لِّلۡاَبۡرَارِ ﴿۱۹۹﴾

(آل عمران: 199)

ترجمہ: لیکن وہ لوگ جنہوں نے اپنے ربّ کا تقویٰ اختیار کیا ان کے لیے جنّتیں ہیں جن کے دامن میں نہریں بہتی ہیں وہ ہمیشہ ان میں رہنے والے ہیں (یہ) اللہ کی طرف سے ان کی مہمانی کے طور پر (ہوگا) اور وہ جو اللہ کے پاس ہے وہ نیک لوگوں کے لیے بہت ہی اچھا ہے۔

فرمان خلیفہ وقت

جن کو کسی سے صحیح عشق اور محبت ہو، وہ اس کے پیاروں کو بھی پیارا رکھتے ہیں۔ یہ نہیں کہ ایک طرف تو عشق کا دعویٰ ہو اور جو اُس معشوق کے محبوب، اُن کی اولادیں ہوں، اُن سے نفرت ہو۔ یا کسی سے عشق کا دعویٰ کر کے اُس کی زندگی میں تو اس کے پیاروں کو پیارا رکھا جائے لیکن آنکھیں بند ہوتے ہی پیاروں سے پیار کے دعوے دھرے کے دھرے رہ جائیں، سب کچھ ختم ہو جائے۔ یہ دنیاداروں کا طریق تو ہوسکتا ہے اللہ تعالیٰ سے تعلق رکھنے والوں کا نہیں۔ روایات میں آتا ہے کہ ایک مرتبہ حضرت ابوبکر صدیقؓ اپنی خلافت کے زمانے میں کہیں جا رہے تھے تو راستے میں انہوں نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے پیارے نواسے کو بچوں میں کھیلتے دیکھ کر کندھے پر بٹھا لیا اور پیار فرماتے ہوئے فرمایا: میرے آقا حضرت محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کو یہ بہت پیارا تھا۔ اس لئے مَیں اس کو پیار کر رہا ہوں۔

(ماخوذ از اردو دائرہ معارف اسلامیہ زیر لفظ ’’الحسن بن علیؓ جلد 8۔ صفحہ نمبر 251 دانشگاہ پنجاب لاہور۔ 2003ء)

بیعت نہ کرنے کے باوجود حضرت امام حسین نے صلح کی کوشش کی تھی اور جب آپ نے دیکھا کہ مسلمانوں کا خون بہنے کا خطرہ ہے تو اپنے ساتھیوں کو واپس بھیج دیا۔ انہوں نے کہا تم جو جا سکتے ہو مجھے چھوڑ کر جاؤ۔ اب یہ اور حالات ہیں۔ جو چند ایک آپ کے ساتھ رہنے پر مصر تھے وہ تقریباً تیس چالیس کے قریب تھے یا آپ کے خاندان کے افراد تھے جو ساتھ رہے۔ پھر آپ نے یزید کے نمائندوں کو یہ بھی کہا کہ میں جنگ نہیں چاہتا۔ مجھے واپس جانے دو تا کہ میں جا کر اللہ کی عبادت کروں۔ یا کسی سرحد کی طرف جانے دو تا کہ میں اسلام کی خاطر لڑتا ہوا شہید ہو جاؤں۔ یا پھر مجھے اسی طرح یزید کے پاس لے جاؤ تا کہ مَیں اسے سمجھا سکوں کہ کیا حقیقت ہے۔ لیکن نمائندوں نے کوئی بات نہ مانی۔

(تاریخ اسلام از اکبر شاہ خاں نجیب آبادی۔ جلد 2 صفحہ 68 نفیس اکیڈیمی کراچی ایڈیشن 1998ء)

(خطبہ جمعہ 10/ دسمبر 2010ء بحوالہ الاسلام ویب سائٹ)

اس شمارہ میں

- رہے گا خلافت کا فیضان جاری (منظوم)
- احکام خداوندی
- دُعا، ربوبیت اور عبودیت کا ایک کامل رشتہ ہے (مسیح موعودؑ)
- محرم، حضرت امام حسنؓ، امام حسینؓ کی فضیلت، اہل بیت پر درود وغیرہ سے متعلق حضرت خلیفۃ المسیح الرابعؒ کے ارشادات
- تبلیغ میں پریس اور میڈیا سے کس طرح کام لیا جاسکتا ہے
- تاجر اور قاضی
- حضرت مسیح موعودؑ کے پرحکمت کلمات کا انتخاب
- والی بال

دربارِ خلافت

ایک سچا معجزہ

حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز فرماتے ہیں:

’’بیلجیم سے افریقہ کے ایک دوست جو بڑے عرصے سے وہیں رہ رہے ہیں، بن طیب ابراہیم (Ben Tayab Ibrahim)۔ وہ جلسہ میں شامل ہوئے۔ ایم ٹی اے کے ذریعہ سے ان کا جماعت سے تعارف ہوا تھا اور پروگراموں میں انہوں نے شرکت کی، یورپین مہمانوں کے لئے علیحدہ مارکی میں کھانے کا انتظام ہوتا تھا لیکن اس کے باوجود وہ جنرل مارکی میں کھانا کھانے کے لئے جاتے تھے اور عالمی بیعت اور باقی سب خطابات سے بڑے متاثر ہوئے اور اللہ تعالیٰ کے فضل سے بیعت میں شامل ہو کے جماعت میں داخل ہو گئے۔

بیلجیم سے ایک اور دوست سانی نووہ (Sani Novho) بھی جلسہ میں شامل ہوئے۔موصوف بیلجیم میں موجود نائیجر کمیونٹی کے ممبر ہیں۔ اس کمیونٹی کا اپنا سینٹر ہے۔ انہوں نے اپنا ایک نمائندہ بھیجا کیونکہ ان کی کمیونٹی کے لوگ احمدیت کی طرف آ رہے ہیں اور احمدیت قبول کر رہے ہیں۔ جلسہ سالانہ جرمنی کے موقع پر ان کے بائیس افراد نے بیعت کی تھی۔ برسلز میں موجود ان کے سینٹر میں ممبرز کی تعداد اب کم ہوتی جا رہی ہے اور خدا تعالیٰ کے فضل سے جماعت میں یہ لوگ شامل ہوتے جا رہے ہیں۔ کمیونٹی کی جو انتظامیہ ہے اُس نے موصوف کو اپنا نمائندہ بنا کر بھیجا تھا کہ وہ یہاں آ کر دیکھیں کہ کس طرح کی جماعت ہے اور کیا وجہ ہے کہ ہمارے لوگ ہمیں چھوڑ کر اُن کے ساتھ شامل ہو رہے ہیں۔ چنانچہ یہ صاحب جب جلسہ میں شامل ہوئے اور جو ذہن لے کر آئے تھے کہ جماعت کی غلطیاں اور خامیاں تلاش کرنی ہیں تا کہ واپس جا کر لوگوں کو کہہ سکیں کہ تم جس جماعت میں شامل ہوتے ہو، اُن کے فلاں فلاں غلط عقائد ہیں اور ان کے اندر فلاں فلاں خامیاں موجود ہیں۔موصوف نے جلسہ کی تمام کارروائی سنی، روزانہ شام کو مختلف موضوعات پر گفتگو ہوتی تو اس سے اُن کی کافی تسلی ہوتی اور میرے سے بھی تھوڑی دیر کے لئے ان کی بات ہوئی تھی۔ انہوں نے بتایا کہ مجھے پورے جلسہ میں کوئی بھی غیر اسلامی بات نظر نہیں آئی۔ اور پھر کہتے ہیں کہ آپ کے خطابات کا مجھ پر بڑا اثر ہوا۔ مَیں جلسہ میں شامل ہو کر بہت خوش ہوں۔ آپ کا جلسہ ایک غیر معمولی ایونٹ (event) ہے اور مَیں تمام کارکنان اور خدمت کرنے والوں کے اخلاص اور محبت سے بہت متأثر ہوں۔ تاجکستان جماعت کے صدر عزّت اَمان کو اس سال جلسہ میں شمولیت کی توفیق ملی۔ یہ شاید پہلے بھی آ چکے ہیں۔ بہرحال کہتے ہیں کہ جلسہ سالانہ کے بارے میں مَیں عرض کرتا ہوں کہ جو دیکھا ہے وہ الفاظ میں بیان ہی نہیں کیا جا سکتا۔ اگر کسی طرح الفاظ میں جلسہ سالانہ کی تصویر کَشی کی جا سکتی ہے تو صرف یہ ہی الفاظ میرے ذہن میں آتے ہیں کہ ’’ایک سچا معجزہ‘‘ دوسرا کوئی لفظ یا الفاظ میرے ذہن میں نہیں آتے۔ جلسہ میں شامل احباب کے دل خلیفہ وقت اور حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے عشق سے پُر ہیں اور یہی محبت اُنہیں دن رات جماعت کی خدمت میں لگائے رکھتی ہے۔ جلسہ سالانہ کے ان چند دنوں میں مجھے جلسے کے انتظامات میں کوئی بھی سقم نظر نہیں آیا۔ تمام انتظامات کا معیار نہایت اعلیٰ تھا۔ پھر کہتے ہیں کہ مجھے یقین ہے کہ ہزاروں لوگ جلسہ سالانہ دیکھ کر اور اس میں بیان کی جانے والی باتیں سن کر اپنے اندر پاک تبدیلی پیدا کرنے والے بن گئے ہوں گے۔ اللہ کرے کہ ایسا ہی ہوا ہو۔

تاتارستان کی ایک احمدی خاتون کو جلسہ میں شامل ہونے کی توفیق ملی۔ کہتی ہیں جلسہ سالانہ میں شمولیت پر میرا دل جذباتِ شکر سے معمور ہے۔ جلسے میں شمولیت کی توفیق پانے پر میں سب سے پہلے اللہ تعالیٰ کی ذات کا شکر ادا کرتی ہوں۔ اُس کے بعد خلیفہ وقت کا شکریہ ادا کرتی ہوں۔ نیز اُن تمام لوگوں کی شکر گزار ہوں جنہیں جلسہ سالانہ کے انتظامات میں دن رات اَنتھک محنت کرنے کی توفیق ملی۔ میری ذات پر اس بات نے گہرا اثر چھوڑا ہے کہ کس طرح ساری دنیا سے آئے ہوئے لوگ ایک دوسرے سے محبت اور مہمان نوازی کے جذبات سے سرشار، مسکراتے ہوئے چہروں کے ساتھ ملتے ہیں۔ مجھے جلسہ میں پہلی بار شامل ہونے کا موقع ملا۔ تاہم اس سے قبل اللہ تعالیٰ کے فضل سے ایم ٹی اے پر جلسہ کی کارروائی سے مستفیض ہوتی رہی ہوں۔ جلسہ کے ماحول میں پہنچنے کے بعد بڑی شدت سے مجھے یہ احساس ہونے لگا کہ میں ایک روحانی دنیا میں آ گئی ہوں جو محبت اور امن اور بھلائی والی دنیا ہے۔ کہتی ہیں بہت گہرائی کے ساتھ مَیں یہ محسوس کر رہی تھی کہ اپنی ایک بڑی اور متحد فیملی میں ہوں جہاں خدائے واحد و یگانہ اور حضرت محمد مصطفی صلی اللہ علیہ وسلم کی محبت نیز آپ کے عاشقِ صادق حضرت مرزا غلام احمد علیہ السلام سے محبت دلوں پر راج کرتی ہے۔ جہاں افرادِ جماعت آپس میں محبت و شفقت اور عزت کے جذبات ایک دوسرے کے لئے رکھتے ہیں۔ مَیں بڑی ہی خوش قسمت ہوں کہ مَیں احمدیہ مسلم جماعت سے تعلق رکھتی ہوں۔ مجھ پر جلسہ سالانہ کا ایسا گہرا اثر ہے کہ مَیں نے فیصلہ کیا ہے کہ اگلے سال جلسہ سالانہ پر میں اپنے سارے بچوں اور والدہ کو بھی لے کر آؤں گی، ان شاء اللہ‘‘

(خطبہ جمعہ 6/ ستمبر 2013ء بحوالہ الاسلام ویب سائٹ)

رہے گا خلافت کا فیضان جاری

(کلام صاحبزادی امۃ القدوس بیگم)

خدا کا یہ احسان ہے ہم پہ بھاری
کہ جس نے ہے اپنی یہ نعمت اتاری

نہ مایوس ہو نا گھٹن ہو نہ طاری
رہے گا خلافت کا فیضان جاری

نبوت کے ہاتھوں جو پودا لگا ہے
خلافت کے سائے میں پُھولا پَھلا ہے

یہ کرتی ہے اس باغ کی آبیاری
رہے گا خلافت کا فیضان جاری

خلافت سے کوئی بھی ٹکر جو لے گا
وہ ذلّت کی گہرائی میں جا گرے گا

خدا کی یہ سنّت ازل سے ہے جاری
رہے گا خلافت کا فیضان جاری

خدا کا ہے وعدہ خلافت رہے گی
یہ نعمت تمہیں تا قیامت ملے گی

مگر شرط اس کی اطاعت گزاری
رہے گا خلافت کا فیضان جاری

محبت کے جذبے، وفا کا قرینہ
اُخوّت کی نعمت، ترقی کا زینہ

خلافت سے ہی برکتیں ہیں یہ ساری
رہے گا خلافت کا فیضان جاری

الٰہی ہمیں تو فراست عطا کر
خلافت سے گہری محبت عطا کر

ہمیں دکھ نہ دے کوئی لغزش ہماری
رہے گا خلافت کا فیضان جاری

صبیحہ محمود۔جرمنی

احکام خداوندی

اللہ کے احکام کی حفاظت کرو۔(الحدیث)

قسط 48

حضرت مسیح موعودؑ فرماتے ہیں:

’’جو شخص قرآن کے سات سو حکم میں سے ایک چھوٹے سے حکم کو بھی ٹالتا ہے وہ نجات کا دروازہ اپنے ہاتھ سے بند کرتا ہے۔‘‘

(کشتی نوح)

نبی و رسول بارے احکام (حصہ 2)

آنحضورؐ سے اپنے رشتہ داروں جیسی محبت کرنا

قُلۡ لَّاۤ اَسۡـَٔلُکُمۡ عَلَیۡہِ اَجۡرًا اِلَّا الۡمَوَدَّۃَ فِی الۡقُرۡبٰی

(الشوریٰ:24)

تُو کہہ دے میں اس پر تم سے کوئی اجر نہیں مانگتا، ہاں تم آپس میں اقرباء کی سی محبت پیدا کرو۔

نبی مومنوں سے ان کی جانوں کی نسبت زیادہ قریب ہے

اَلنَّبِیُّ اَوۡلٰی بِالۡمُؤۡمِنِیۡنَ مِنۡ اَنۡفُسِہِمۡ

(الاحزاب:7)

نبی مومنوں پر اُن کی اپنی جانوں سے بھی زیادہ حق رکھتا ہے۔

نبی کے سامنے بڑھ بڑھ کر باتیں کرنے کی مناہی

یٰۤاَیُّہَا الَّذِیۡنَ اٰمَنُوۡا لَا تُقَدِّمُوۡا بَیۡنَ یَدَیِ اللّٰہِ وَرَسُوۡلِہٖ

(الحجرات:2)

اے لوگو جو ایمان لائے ہو! اللہ اور اس کے رسول کے سامنے پیش قدمی نہ کیا کرو۔

نبی کے سامنے آواز اُونچی کرنے کی مناہی

یٰۤاَیُّہَا الَّذِیۡنَ اٰمَنُوۡا لَا تَرۡفَعُوۡۤا اَصۡوَاتَکُمۡ فَوۡقَ صَوۡتِ النَّبِیِّ وَلَا تَجۡہَرُوۡا لَہٗ بِالۡقَوۡلِ کَجَہۡرِ بَعۡضِکُمۡ لِبَعۡضٍ اَنۡ تَحۡبَطَ اَعۡمَالُکُمۡ وَاَنۡتُمۡ لَا تَشۡعُرُوۡنَ اِنَّ الَّذِیۡنَ یَغُضُّوۡنَ اَصۡوَاتَہُمۡ عِنۡدَ رَسُوۡلِ اللّٰہِ اُولٰٓئِکَ الَّذِیۡنَ امۡتَحَنَ اللّٰہُ قُلُوۡبَہُمۡ لِلتَّقۡوٰی ؕ لَہُمۡ مَّغۡفِرَۃٌ وَّاَجۡرٌ عَظِیۡمٌ

(الحجرات:3-4)

اے لوگو جو ایمان لائے ہو! نبی کی آواز سے اپنی آوازیں بلند نہ کیا کرو اور جس طرح تم میں سے بعض لوگ بعض دوسرے لوگوں سے اونچی آواز میں باتیں کرتے ہیں اس کے سامنے اونچی بات نہ کیا کرو ایسا نہ ہو کہ تمہارے اعمال ضائع ہو جائیں اور تمہیں پتہ تک نہ چلے۔ یقیناً وہ لوگ جو اللہ کے رسول کے حضور اپنی آوازیں دھیمی رکھتے ہیں یہی وہ لوگ ہیں جن کے دلوں کو اللہ نے تقویٰ کے لئے آزما لیا ہے۔ ان کے لئے ایک عظیم بخشش اور بڑا اجر ہے۔

رسول کو راعنا کی بجائے انظرنا کہا کرو

یٰۤاَیُّہَا الَّذِیۡنَ اٰمَنُوۡا لَا تَقُوۡلُوۡا رَاعِنَا وَقُوۡلُوا انۡظُرۡنَا وَاسۡمَعُوۡا

(البقرۃ:105)

اے وہ لوگو جو ایمان لائے ہو (ہمارے رسول کو) ’’رَاعِنَا‘‘ نہ کہا کرو بلکہ یہ کہا کرو کہ ہم پر نظر فرما اور غور سے سنا کرو۔

رسول کو آداب کے ساتھ بُلانا

اِنَّ الَّذِیۡنَ یُنَادُوۡنَکَ مِنۡ وَّرَآءِ الۡحُجُرٰتِ اَکۡثَرُہُمۡ لَا یَعۡقِلُوۡنَ

(الحجرات:5)

یقیناً وہ لوگ جو تجھے گھروں کے باہر سے آوازیں دیتے ہیں اکثر ان میں سے عقل نہیں رکھتے۔

رسول کے بلانے کو عام لوگوں کے بلانے کی طرح مت سمجھو

لَا تَجۡعَلُوۡا دُعَآءَ الرَّسُوۡلِ بَیۡنَکُمۡ کَدُعَآءِ بَعۡضِکُمۡ بَعۡضًا

(النور:64)

تمہارے درمیان رسول کا (تمہیں) بلانا اس طرح نہ بناؤ جیسے تم ایک دوسرے کو بلاتے ہو۔

(نوٹ: حضرت خلیفۃ المسیح الرابعؒ نے انڈیکس میں یہ حکم ان الفاظ میں تحریر فرمایا ہے ’’آپؐ کو تمام لوگوں کی طرح مت بُلائیں‘‘)

محمدؐ کسی کے جسمانی باپ نہیں، رسول اور خاتم النبیین ہیں

مَا کَانَ مُحَمَّدٌ اَبَاۤ اَحَدٍ مِّنۡ رِّجَالِکُمۡ وَلٰکِنۡ رَّسُوۡلَ اللّٰہِ وَخَاتَمَ النَّبِیّٖنَ

(الاحزاب:41)

محمد تمہارے (جیسے) مَردوں میں سے کسی کا باپ نہیں بلکہ وہ اللہ کا رسول ہے اور سب نبیوں کا خاتم ہے۔

نبی کے گھر کے باہر بیٹھ کر نبی کا انتظار کرنا بہتر ہے

وَلَوۡ اَنَّہُمۡ صَبَرُوۡا حَتّٰی تَخۡرُجَ اِلَیۡہِمۡ لَکَانَ خَیۡرًا لَّہُمۡ ؕ وَاللّٰہُ غَفُوۡرٌ رَّحِیۡمٌ

(الحجرات:6)

اگر وہ صبر کرتے یہاں تک کہ تو خود ہی ان کی طرف باہر نکل آتا تو یہ ضرور ان کے لئے بہتر ہوتا۔ اور اللہ بہت بخشنے والا (اور) بار بار رحم کرنے والا ہے۔

نبی کے گھر میں داخل ہونے کے آداب

یٰۤاَیُّہَا الَّذِیۡنَ اٰمَنُوۡا لَا تَدۡخُلُوۡا بُیُوۡتَ النَّبِیِّ اِلَّاۤ اَنۡ یُّؤۡذَنَ لَکُمۡ اِلٰی طَعَامٍ غَیۡرَ نٰظِرِیۡنَ اِنٰىہُ ۙ وَلٰکِنۡ اِذَا دُعِیۡتُمۡ فَادۡخُلُوۡا فَاِذَا طَعِمۡتُمۡ فَانۡتَشِرُوۡا وَلَا مُسۡتَاۡنِسِیۡنَ لِحَدِیۡثٍ ؕ اِنَّ ذٰلِکُمۡ کَانَ یُؤۡذِی النَّبِیَّ فَیَسۡتَحۡیٖ مِنۡکُمۡ ۫ وَاللّٰہُ لَا یَسۡتَحۡیٖ مِنَ الۡحَقِّ

(الاحزاب:54)

اے وہ لوگو جو ایمان لائے ہو! نبی کے گھروں میں داخل نہ ہوا کرو سوائے اس کے کہ تمہیں کھانے کی دعوت دی جائے مگر اس طرح نہیں کہ اس کے پکنے کا انتظار کر رہے ہو لیکن (کھانا تیار ہونے پر) جب تمہیں بلایا جائے تو داخل ہو اور جب تم کھا چکو تو منتشر ہو جاؤ اور وہاں (بیٹھے) باتوں میں نہ لگے رہو۔ یہ (چیز) یقیناً نبی کے لئے تکلیف دہ ہے مگر وہ تم سے (اس کے اظہار پر) شرماتا ہے اور اللہ حق سے نہیں شرماتا۔

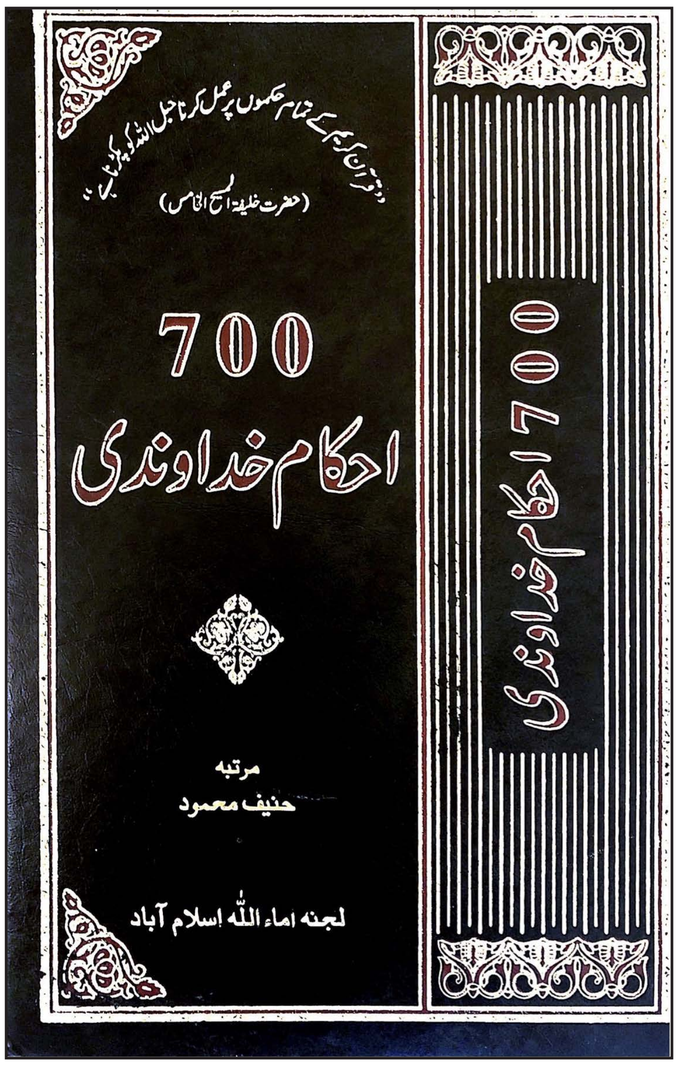

(نوٹ: اس آیت میں نبی کے گھروں میں داخلے کے درج ذیل آداب بطور حکم بیان ہوئے ہیں)

1. نبی کے گھروں میں سوائے اس کے کہ تمہیں کھانے کی دعوت ہو داخل نہ ہوا کرو۔
2. نبی کے گھروں میں بہت پہلے داخل ہو کر کھانے کے پکنے کا انتظار نہ کیا کرو۔
3. جب کھانا تیار ہو جائے اور تمہیں بلایا جائے تو داخل ہو جاؤ۔
4. اور کھانا کھانے کے بعد جلد منتشر ہو جایا کرو۔
5. اور وہاں بیٹھے باتوں میں نہ لگے رہا کرو۔
6. یہ چیز نبی کے لئے تکلیف دہ ہے مگر وہ تم سے اس کے اظہار پر شرماتا ہے۔

نبی کی صداقت پرکھنے اور اس بارے اہل ذکر سے رابطہ کرنا

وَمَاۤ اَرۡسَلۡنَا مِنۡ قَبۡلِکَ اِلَّا رِجَالًا نُّوۡحِیۡۤ اِلَیۡہِمۡ فَسۡـَٔلُوۡۤا اَہۡلَ الذِّکۡرِ اِنۡ کُنۡتُمۡ لَا تَعۡلَمُوۡنَ

(النحل:44)

اور ہم نے تجھ سے پہلے کسی کو نہیں بھیجا مگر ایسے مَردوں کو جن کی طرف ہم وحی کیا کرتے تھے۔ پس اہلِ ذکر سے پوچھ لو اگر تم نہیں جانتے۔

نبی کے کام

ہُوَ الَّذِیۡۤ اَرۡسَلَ رَسُوۡلَہٗ بِالۡہُدٰی وَدِیۡنِ الۡحَقِّ لِیُظۡہِرَہٗ عَلَی الدِّیۡنِ کُلِّہٖ وَلَوۡ کَرِہَ الۡمُشۡرِکُوۡنَ

(الصف:10)

وہی ہے جس نے اپنے رسول کو ہدایت اور دین حق کے ساتھ بھیجا تاکہ وہ اُسے دین (کے ہر شعبہ) پر کلیّۃً غالب کر دے خواہ مشرک برا منائیں۔

(700 احکام خداوندی از حنیف احمد محمود صفحہ 372-376)

حسنیٰ مقبول احمد۔امریکہ

دُعا، ربوبیت اور عبودیت کا ایک کامل رشتہ ہے (مسیح موعودؑ)

قسط 39

حضرت خواجہ باقی باللہؒ کی قبر پر دعا

بعض مقامات نزول برکات کے ہوتے ہیں اور یہ بزرگ چونکہ اولیاء اللہ تھے اس واسطے ہم ان کے مزار پر گئے۔ ان کے واسطے بھی ہم نے اللہ تعالیٰ سے دعا کی اور اپنے واسطے بھی اللہ تعالیٰ سے دعا مانگی اور دیگر بہت دعائیں کیں۔ لیکن یہ دو چار بزرگوں کے مقامات تھے جو جلد ختم ہوگئے۔ اور دہلی کے لوگ تو سخت دل ہیں۔ یہی خیال تھا کہ واپس آتے ہوئے گاڑی میں بیٹھے الہام ہوا۔

دست تو دعائے تو ترحم زخدا

(ملفوظات جلد8 صفحہ 213 ایڈیشن 1984ء)

مخاطبات و مکالمات کا دروازہ کھلا ہے

...اس امت کے لئے مخاطبات اور مکالمات کا دروازہ کھلا ہے اور یہ دروازہ گویا قرآن مجید کی سچائی اور آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کی سچائی پر ہر وقت تازہ شہادت ہے اور اس کے لئے خدا تعالیٰ نے سورۃ فاتحہ ہی میں یہ دعا سکھائی ہے۔ اِھۡدِنَا الصِّرَاطَ الۡمُسۡتَقِیۡمَ ۙ﴿۶﴾ صِرَاطَ الَّذِیۡنَ اَنۡعَمۡتَ عَلَیۡہِمۡ کی راہ کے لئے جو دعا سکھائی تو اس میں انبیاء علیہم السلام کے کمالات کے حصول کی طرف اشارہ ہے۔ اور یہ ظاہر ہے کہ انبیاء علیہم السلام کو جو کمال دیا گیا وہ معرفت الٰہی ہی کا کمال تھا۔ اور یہ نعمت ان کو مکالمات اور مخاطبات سے ملی تھی۔ اسی کے تم بھی خواہاں ہو۔ پس اس نعمت کے لئے یہ خیال کرو کہ قرآن شریف اس دعا کی تو ہدایت کرتا مگر اس کا ثمرہ کچھ بھی نہیں یا اس اُمت کے کسی فرد کو بھی یہ شرف نہیں مل سکتا اور قیامت تک یہ دروازہ بند ہو گیا ہے۔ بتاؤ اس سے اسلام اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی ہتک ثابت ہو گی یا کوئی خوبی ثابت ہو گی؟

(ملفوظات جلد8 صفحہ 252 ایڈیشن 1984ء)

اِھۡدِنَا الصِّرَاطَ الۡمُسۡتَقِیۡمَ

قرآن شریف کو جہاں سے شروع کیا ہے ان ترقیوں کا وعدہ کر لیا ہے جو بالطبع روح تقاضا کرتی ہے۔ چنانچہ سورۃ فاتحہ میں اِھۡدِنَا الصِّرَاطَ الۡمُسۡتَقِیۡمَ (الفاتحہ:6) کی تعلیم کی اور فرمایا کہ تم یہ دعا کرو کہ اے اللہ ہم کو صراط مستقیم کی ہدایت فرما۔ وہ صراط مستقیم جو ان لوگوں کی راہ ہے جن پر تیرے انعام و اکرام ہوئے۔ اس دعا کے ساتھ ہی سورہ البقرہ کی پہلی ہی آیت میں یہ بشارت دے دی ذٰلِکَ الۡکِتٰبُ لَا رَیۡبَ ۚۖۛ فِیۡہِ ۚۛ ہُدًی لِّلۡمُتَّقِیۡنَ ۙ﴿۳﴾ (البقرہ:3) گویا روحیں دعا کرتی ہیں اور ساتھ ہی قبولیت اپنا اثر دکھاتی ہے۔ اور وہ وعدہ دعا کی قبولیت کا قرآن مجید کے نزول کی صورت میں پورا ہوتا ہے۔ ایک طرف دعا ہے اور دوسری طرف اس کا نتیجہ موجود ہے۔ یہ خدا تعالیٰ کا فضل اور کرم ہے جو اس نے فرمایا۔ مگر افسوس دنیا اس سے بے خبر اور غافل ہے اور اس سے دور رہ کر ہلاک ہو رہی ہے۔

(ملفوظات جلد8 صفحہ 317-318 ایڈیشن 1984ء)

میّت کے واسطے دعا

میّت کے واسطے دعا کرنی چاہیئے کہ خدا تعالیٰ اس کے ان قصوروں اور گناہوں کو بخشے جو اس نے اس دنیا میں کئے تھے اور اس کے پس ماندگان کے واسطے بھی دعا کرنی چاہیے... تم اپنی ہی زبان میں جس کو بخوبی جانتے ہو اور جس میں تم کو جوش پیدا ہوتا ہے میّت کے واسطے دعا کرو۔ میّت کو صدقہ خیرات جو اس کی خاطر دیا جاوے پہنچ جاتا ہے۔ لیکن قرآن شریف کا پڑھ کر پہنچانا حضرت رسول کریم صلے اللہ علیہ وسلم اور صحابہؓ سے ثابت نہیں ہے۔ اس کی بجائے دعا ہے جو میّت کے حق میں کرنی چاہیئے۔ میّت کے حق میں صدقہ خیرات اور دعا کا کرنا ایک لاکھ چوبیس ہزار نبی کی سنّت سے ثابت ہے۔ لیکن صدقہ بھی وہ بہتر ہے جو انسان اپنے ہاتھ سے دے جائے۔ کیونکہ اس کے ذریعہ سے انسان اپنے ایمان پر مہر لگاتا ہے۔

(ملفوظات جلد8 صفحہ 405 ایڈیشن 1984ء)

دعا کا جواب ضرور مل جاتا ہے

جواب خواہ حسب مراد ہو یا خلاف

بڑے شکر کی بات یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ کے حضور میں جو دعائیں کی جاتی ہیں وہ اکثر قبول ہوتی ہیں۔ قضاء و قدر تو رُک نہیں سکتی اور اللہ تعالیٰ اپنی حکمتِ کاملہ سے ہر ایک کام کرتا ہے۔ لیکن اکثر دعاؤں میں اپنی مراد کے مطابق کامیابی ہو جاتی ہے اور ایک قطعی اور یقینی امر یہ ہے کہ دعا کا نتیجہ خواہ کچھ ہی ہونے والا ہو۔ جواب ضرور مل جاتا ہے۔ خواہ وہ جواب حسب مراد ہو اور خواہ خلافِ مراد ہو...اللہ تعالیٰ کے کاموں میں بھی اخفاء ہوتا ہے اس واسطے میں ڈرتا ہوں کہ اس کے متعلق زیادہ دریافت کرنے کی کوشش کرنا کہیں بیہودگی نہ سمجھی جاوے۔ تاہم اللہ تعالیٰ غَفُوۡرٌ رَّحِیۡم ہے۔ وہ دعا سے ناراض نہیں ہوتا۔ لکھا ہے کہ جب آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کہ کہا گیا کہ اگر تو فلاں اشخاص کے متعلق ستر دفعہ بھی دعا کرے تب بھی قبول نہ ہو گی تو آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم نے کہا کہ میں ستر سے بھی زیادہ دفعہ دعا کروں گا۔ ایسا ہی حضرت ابراہیمؑ نے قوم لوط کے متعلق مجادلہ کیا۔ حالانکہ مجادلہ کرنا سوء ادب ہے۔ کیونکہ مجادلہ میں بے دلیل درخواست ہوتی ہے۔ لیکن چونکہ یہ دعا کا رنگ تھا۔ خدا تعالیٰ نے اس کو ناپسند نہیں فرمایا۔

(ملفوظات جلد8 صفحہ 410-411 ایڈیشن 1984ء)

ہمارا ہتھیار دعا ہے

مسیح موعود کے متعلق کہیں یہ نہیں لکھا کہ وہ تلوار پکڑے گا اور نہ یہ لکھا ہے کہ وہ جنگ کرے گا بلکہ یہی لکھا ہے کہ مسیح کے دم سے کافر مریں گے یعنی وہ اپنی دعا کے ذریعہ سے تمام کام کرے گا۔ اگر میں جانتا کہ میرے باہر نکلنے سے اور شہروں میں پھرنے سے کچھ فائدہ ہو سکتا ہے تو میں ایک سیکنڈ بھی یہاں نہ بیٹھتا۔ مگر میں جانتا ہوں کہ پھرنے میں سوائے پاؤں گھسانے کے اور کوئی فائدہ نہیں ہے اور یہ سب مقاصد جو ہم حاصل کرنا چاہتے ہیں۔ صرف دعا کے ذریعہ سے حاصل ہو سکیں گے۔ دعا میں بڑی قوتیں ہیں۔

کہتے ہیں ایک دفعہ ایک بادشاہ ایک ملک پر چڑھائی کرنے کے واسطے نکلا۔ راستہ میں ایک فقیر نے اس کے گھوڑے کی باگ پکڑ لی اور کہا کہ تم آگے مت بڑھو ورنہ میں تمہارے ساتھ لڑائی کروں گا۔ بادشاہ حیران ہوا۔ اور اس سے پوچھا کہ تو ایک بے سروسامان فقیر ہے تو کس طرح میرے ساتھ لڑائی کرے گا؟ فقیر نے جواب دیا کہ میں صبح کی دعاؤں کے ہتھیار سے تمہارے مقابلہ میں جنگ کروں گا۔ بادشاہ نے کہا میں اس کا مقابلہ نہیں کر سکتا۔ یہ کہہ کر وہ واپس چلا گیا۔

غرض دعا میں خدا تعالیٰ نے بڑی قوتیں رکھی ہیں۔ خدا تعالیٰ نے مجھے بار بار بذریعہ الہامات کے یہی فرمایا ہے کہ جو کچھ ہوگا دعا ہی کے ذریعہ سے ہوگا۔ ہمارا ہتھیار تو دعا ہی ہے اور اس کے سوائے کوئی ہتھیار میرے پاس نہیں۔ جو کچھ ہم پوشیدہ مانگتے ہیں خدا تعالےٰ اس کو ظاہر کر کے دکھا دیتا ہے۔ گزشتہ انبیاء کے زمانہ میں بعض مخالفین کو نبیوں کے ذریعہ سے بھی سزا دی جاتی تھی مگر خدا جانتا ہے کہ ہم ضعیف اور کمزور ہیں۔ اس واسطے اس نے ہمارا سب کام اپنے ہاتھ میں لے لیا ہے۔ اسلام کے واسطے اب یہی ایک راہ ہے جس کو خشک ملا اور خشک فلسفی نہیں سمجھ سکتا۔ اگر ہمارے واسطے لڑائی کی راہ کھلی ہوتی تو اس کے لئے تمام سامان بھی مہیا ہو جاتے۔ جب ہماری دعائیں ایک نقطۂ عروج پر پہنچ جائیں گی تو جھوٹے خود بخود تباہ ہو جائیں گے۔ نادان دشمن جو سیاہ دل ہے وہ کہتا ہے کہ ان کو سوائے سونے اور کھانے کے اور کچھ کام ہی نہیں۔ مگر ہمارے نزدیک دعا سے بڑھ کر اور کوئی تیز ہتھیار ہی نہیں۔ سعید وہ ہے جو اس بات کو سمجھے کہ خدا تعالےٰ اب دین کو کس راہ سے ترقی دینا چاہتا ہے۔

(ملفوظات جلد9 صفحہ 27-28 ایڈیشن 1984ء)

دعا کا تحفہ

نافرمان قوم کے مقابل نشان طلب کرنے کی دعا

حضرت موسیٰ علیہ السلام نے اپنی قوم کو ارضِ مقدسہ پر فتح کی خبر دے کر اس میں داخل ہونے کا حکم دیا تو انہوں نے انکار کیا۔ اس پر حضرت موسیٰ علیہ السلام نے یہ دعا کی جس کے نتیجہ میں چالیس سال کے لئے یہ سرزمین قوم موسیٰ پر حرام کر دی گئی۔

قَالَ رَبِّ اِنِّیۡ لَاۤ اَمۡلِکُ اِلَّا نَفۡسِیۡ وَ اَخِیۡ فَافۡرُقۡ بَیۡنَنَا وَ بَیۡنَ الۡقَوۡمِ الۡفٰسِقِیۡنَ ﴿۲۶﴾

(المائدہ:26)

اس نے کہا اے میرے رب! میں اپنی جان (کے سوا) اور اپنے بھائی کے سوا کسی (اور) پر ہرگز تصرف نہیں رکھتا اس لئے تو ہمارے درمیان اور باغی لوگوں کے درمیان امتیاز کر دے۔

(قرآنی دعائیں از خزینۃ الدعا مرتبہ علامہ ایچ ایم طارق ایڈیشن 2014ء صفحہ 29)

مرسلہ: عائشہ چوہدری۔جرمنی

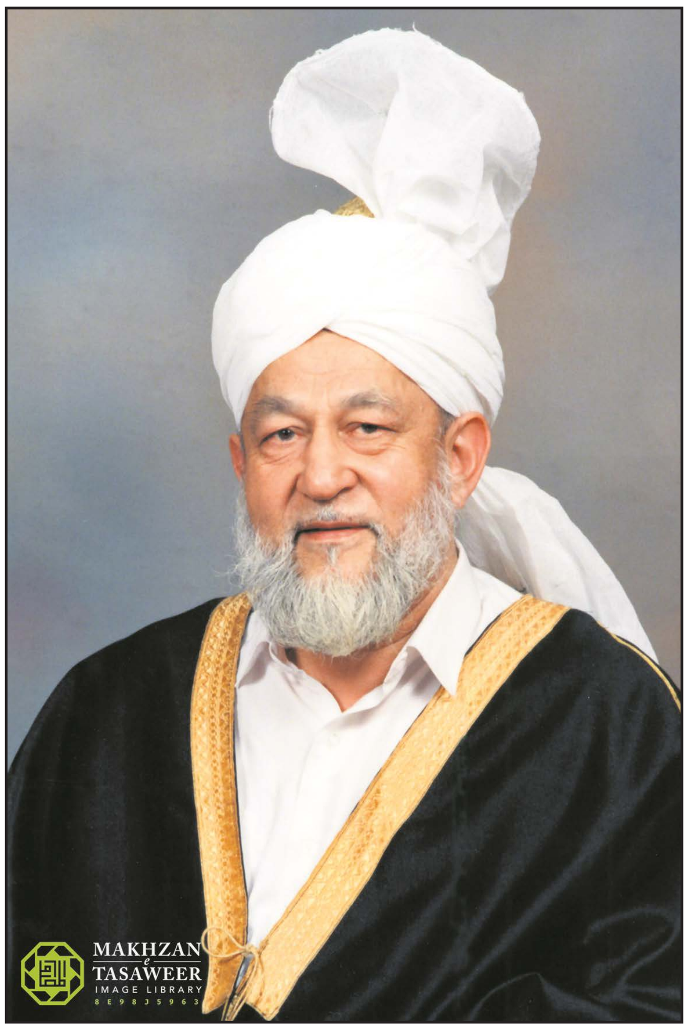

طاہر فاؤنڈیشن

محرم، حضرت امام حسنؓ، امام حسینؓ کی فضیلت، اہل بیت پر درود وغیرہ سے متعلق حضرت خلیفۃ المسیح الرابعؒ کے ارشادات

قسط 2

(تسلسل کے لئے دیکھیں الفضل آن لائن مؤرخہ 30/ جولائی 2022ء)

حضرت امام حسنؓ، حضرت امام حسینؓ اور صحابہؓ کا مقام

(خطبہ جمعہ فرمودہ 17/ جون 1994ء بمقام بیت الفضل لندن)

تشہد و تعوذ اور سورۃ فاتحہ کے بعد حضور انورؒ نے فرمایا:

یہ مہینہ محرم الحرام کا ہے جس کی بہت سی فضیلتوں کا احادیث میں اور اسلامی لٹریچر میں ذکر ملتا ہے لیکن اس موقع پر آج کے خطبہ میں حضرت اقدس محمد مصطفیٰؐ کے اہل بیت، آپؐ کی آل کے متعلق کچھ کہنا چاہتا ہوں۔ حضرت اقدس محمد مصطفیٰؐ کا وہ رشتہ ہے جس رشتے سے ہمارا خدا سے رشتہ بنتا ہے۔ پس آپ کی اولاد سے اس تعلق کا قائم نہ رہنا یا اولاد سے کسی قسم کا بغض ان دونوں رشتوں کو کاٹ دیتا ہے۔ حضرت اقدس محمد مصطفیٰؐ کی اولاد وہ اولاد نہیں تھی جس نے اپنا روحانی تعلق حضرت اقدس محمد رسول اللہؐ سے قائم نہ رکھا بلکہ وہ اولاد تھی جس نے اس تعلق کے تقاضوں میں اپنی جانیں دے دیں اور عظیم ترین قربانیاں پیش کیں۔ پس اس پہلو سے وہ جس کے دل میں اہل بیت کا بغض ہے حقیقت میں اس کے دل میں محمد رسول اللہؐ کا بغض ہے اور اسلام کا بغض ہے اور اس کی کوئی نیکی حقیقی نیکی نہیں کہلا سکتی۔ یہ ایک طبعی حقیقت ہے کہ جس سے محبت ہو اس کے محبوب سے محبت ہو۔ جس سے محبت ہو اس سے جو محبت کرتے ہیں ان سے بھی تعلق قائم ہو اور یہ دونوں باتیں حضرت اقدس محمد مصطفیٰؐ کی بہت ہی پیاری اور مقدس بیٹی حضرت فاطمہؓ کی اولاد کو نصیب تھیں۔ ان سے حضرت اقدس محمد رسول اللہؐ کو محبت تھی اور وہ حضرت محمد رسول اللہؐ سے محبت کرتے تھے اور پھر یہ خونی تعلق بھی تھا اس لئے کسی مسلمان کے تصور میں بھی یہ بات نہیں آسکتی کہ آنحضورؐ کے اہل بیت سے دوری تو درکنار اس کے وہم میں بھی یہ بات داخل ہو کہ میرا ان سے کسی قسم کا تعلق ٹوٹ سکتا ہے۔ اس کے بالکل برعکس ایک گہری بے ساختہ محبت حقیقت میں اس کے ایمان پر گواہ ہو گی اور آنحضرتؐ سے پیار پر ایک ایسی پختہ اور دائمی گواہی دے گی کہ جس کو نظر انداز نہیں کیا جا سکتا۔ مگر اس کے برعکس آنحضرتؐ کی اولاد میں سے پیدا ہونے والے محبت کرنے والوں اور محبوبوں کا ذکر تو محبت سے کیا جائے مگر ان کا جن کا خونی رشتہ نہ بھی تھا مگر خونی رشتوں سے بڑھ کر انہوں نے اپنی جانیں آپؐ پر نثار کیں ان کا بغض سے ذکر کیا جائے اگر ایسا ہو تو ایسے شخص کے ایمان کے خلاف یہ گواہی بھی بہت مضبوط اور ناقابل تردید گواہی ٹھہرے گی۔ پس حقیقی اور سچی سچ کی راہ یہ ہے کہ آنحضرتؐ سے جس نے جس رنگ میں بھی تعلق باندھا خواہ خون کا رشتہ تھا یا نہ تھا اس سے طبعی بے ساختہ دل میں پیار پیدا ہو۔ یہ سچی علامت ہے انسان کے ایمان کی اور آنحضورؐ سے حقیقی وابستگی کی۔

آج عالم اسلام نہ جانے کن اندھیروں میں بھٹک رہا ہے کہ یہ دو محبتیں آپس میں پھٹ چکی ہیں اور ان دونوں کو ایک گھر میں جگہ نصیب نہیں۔ وہ لوگ جو اہل بیت کی محبت کا دعویٰ کرتے ہیں وہ اہل بیت سے محبت کے ساتھ آنحضورؐ کے عشاق اور ان فدائیوں کا نفرت اور بغض سے ذکر کرنا بھی جزو ایمان سمجھتے ہیں جن کا ان معنوں میں خونی رشتہ نہیں تھا جن معنوں میں حضرت امام حسنؓ اور حضرت امام حسینؓ کا رشتہ تھا یا آپ کی اولاد کا تھا اور اس طرح محبت میں زہر گھول دیتے ہیں اور اس کے برعکس وہ لوگ جو صحابہ کرامؓ کی عزت بلکہ گہری محبت اور عقیدت کو دل میں جگہ دیتے ہیں وہ یہ سمجھتے ہیں اس کے ساتھ محرم کے دنوں میں شیعوں کے خلاف حرکت کرنا اور ان کی مجالس کو درہم برہم کرنا، ان کے جلوسوں میں مخل ہونا، یہ بھی ایک ایمان کا حصہ ہے اور وہ رشتے جو باہم جوڑنے کے لئے بہت ہی اہم کردار کر سکتے تھے جو تمام عالم اسلام کو ایک جگہ اکٹھا کرنے میں ایک بہت ہی مضبوط کردار ادا کر سکتے تھے ان کو اکٹھا کرنے کی بجائے باہم تفریق کے لئے استعمال کیا جا رہا ہے۔ پس محرم کے دن وہ دن نہیں ہیں جن میں یہ کہا جا سکتا ہے کہ آج اہلِ بیت کی قربانیوں کی یاد میں تمام عالم اسلام اکٹھا ہو گیا ہے اور پہلی نفرتیں مٹ چکی ہیں۔ کوئی فرقے بازی کی تفریق باقی نہیں رہی آج اس محبت کے صدقے ایک ہاتھ پر ایک جان کے نذرانے لئے ہوئے اکٹھے ہو رہے ہیں۔ اس کے برعکس آپ عجیب بات اخباروں میں پڑھتے ہیں اور ریڈیو اور ٹیلی ویژن پر ذکر سنتے ہیں کہ محرم آ رہا ہے۔ سخت خطرات ہیں، بڑی دشمنیاں ہوں گی، گلیوں میں خون بہیں گے، سر پھٹول ہو گی، ایک دوسرے کو گالیاں دی جائیں گی اور اسلام کے دو بڑے حصے یعنی شیعہ اور سنی اگر اس عرصہ میں گزشتہ محرم سے اب تک قریب آ بھی گئے تھے تو پھر دوبارہ ایک دوسرے سے ایسا پھٹیں گے کہ وہ نفرتوں کی یاد آئندہ محرم تک باقی رہے گی اس لئے حکومتوں کے ادارے الرٹ ہو رہے ہیں۔ بعض جگہ فوجوں کو بلایا جا رہا ہے۔ بعض جگہ پولیس کے Reserves کو حرکت دی جا رہی ہے اور کہا جا رہا ہے کہ نہایت خطرے کے دن ہیں۔ محبت سے خطرے ہیں؟ کیسے خطرے ہیں؟ محبت تو خطروں کو مٹا دیا کرتی ہے۔ محبت تو خطروں کے ازالے میں کام آتی ہے۔ پس دونوں جگہ محبت میں کوئی جھوٹ شامل ہو گیا ہے۔ دونوں جگہ نظریں ٹیڑھی ہو گئی ہیں اور حقیقت حال کو دیکھنے سے کلیۃً عاری ہو چکی ہیں ورنہ ناممکن تھا کہ حضرت اقدس محمد مصطفیٰؐ کی محبت آپؐ کے صحابہؓ اور آپؐ کے اہل بیت کے درمیان ایسی پھٹ جاتی کہ گویا ایک سے وابستگی دوسرے سے نفرت کے ہم معنی ہو جاتی۔ ایک سے نفرت دوسرے کی محبت کے مترادف ہو جاتی۔ یہ تو ہو ہی نہیں سکتا اس لئے محمد رسول اللہؐ کی محبت میں تو کوئی جھوٹ نہیں۔ ان محبت کے دعویٰ کرنے والوں میں ضرور جھوٹ ہے جو اس محبت کو یہ رنگ دیتے ہیں۔

پس میں تمام عالم اسلام کو ان احمدیوں کی وساطت سے جو اس خطبہ کو سن رہے ہیں یہ پیغام دیتا ہوں کہ محرم کے دنوں کو آپس میں ایک دوسرے کے ساتھ دلی محبت پیدا کرنے کے لئے استعمال کیا کریں اور سنیوں کا یہ کوئی حق نہیں کہ وہ لوگ جو اہل بیت کی محبت میں جلوس نکالتے ہیں خواہ ان کی رسمیں پسند آئیں یا نہ پسند آئیں ان کے محبت کے اظہار میں کسی طرح مخل ہوں، ان پر پتھراؤ کریں، ان پر گولیاں چلائیں، ان پر گالیوں کی بارش کریں۔ یہ کیا انداز ہیں محبت کے۔ یہ تو دلوں میں گھٹی ہوئی اور گھولی جانے والی نفرتیں ہیں جو ابل ابل کر باہر آ رہی ہیں۔ پس جب تک حضرت اقدس محمد مصطفیٰؐ کے عشق کو اور آپؐ سے سچی محبت کو تمام امت کو باہم باندھنے کا ذریعہ نہ بنایا جائے اس وقت تک امت کے مسائل حل نہیں ہو سکتے۔ سب ہی حضورؐ کی محبت کا دعویٰ کر کے ایک دوسرے کے خلاف نفرت کی تعلیم دیتے ہیں اور یہ سلسلہ بڑھتے بڑھتے بہتر (72) حصوں میں امت کو تقسیم کر گیا اور آج تک ان کو ہوش نہیں آئی۔ پس جماعت احمدیہ کو آنحضورؐ کی محبت کا پیغام اس رنگ میں امت کو دوبارہ دینے کی ضرورت ہے جس رنگ میں پہلی بار دیا گیا تھا۔ قرآن کریم نے جو دلوں کے باندھنے کا ذکر فرمایا ہے وہ اللہ کی نعمت کے ساتھ باندھنے کا ذکر فرمایا ہے اور اللہ کی نعمتوں میں سب سے بڑی نعمت محمد رسول اللہؐ تھے اور حقیقت یہ ہے کہ آپؐ ہی کی محبت نے ایک دوسرے کے دشمن قبائل کو یک جان کر دیا تھا۔ وہ جو ایک دوسرے کے جان کے دشمن تھے وہ بھائیوں کی طرح بلکہ ان سے بھی بڑھ کر جان نثار کرنے والے دوست بن چکے تھے اور حضور اکرمؐ کے وجود کو نکال کر اس کا تصور بھی پیدا نہیں ہو سکتا ناممکن دکھائی دیتا ہے۔ پس اگرچہ محمد رسول اللہؐ نے خود بالارادہ ایسا کام نہیں کیا مگر اللہ نے آپؐ کی ذات میں آپؐ کی نعمت میں ایک ایسی غیر معمولی کشش رکھ دی تھی کہ ناممکن تھا کہ لوگ آپؐ کی ذات پر ایک مرکز کی حیثیت سے جمع نہ ہو جائیں۔ پس مرکز مدینہ نہیں تھا مرکز محمد رسول اللہؐ تھے۔ مرکز مکہ نہیں تھا، مرکز محمد رسول اللہؐ تھے۔ جہاں کہیں آپؐ جاتے تھے وہیں مرکز منتقل ہوتا تھا۔ آپؐ بیٹھتے تھے تو اسلام کا مرکز آپؐ کی ذات میں بیٹھتا تھا۔ آپؐ اٹھتے تھے تو اسلام کا مرکز آپؐ کی ذات میں اٹھتا تھا اور یہی وہ نکتہ تھا جو صحابہؓ کے عشق نے ہمیشہ کے لئے ہم پر حل کر دیا کہ محمد رسول اللہؐ کے مرکز سے محبت اور آپؐ کی ذات میں اکٹھے ہونے کا نام ہی اسلامی وحدت ہے اور یہی توحید کا پیغام ہے جو آج ہمیں سب دنیا کو دینا ہے۔ مگر محمد رسول اللہؐ کی امت کو پہلے دینا ضروری ہے کیونکہ سب سے زیادہ اس امت کا حق ہے کہ انہیں دوبارہ ازمنۂ گزشتہ کی یاد دلا کر ان زمانوں کے واسطے دے کر جن زمانوں میں محمد رسول اللہؐ کی اولاد بھی تھی آپؐ کے صحابہ بھی تھے اور کسی کے دل پھٹے ہوئے نہیں تھے۔ وہ تمام صحابہؓ جب حضرت امام حسنؓ اور حضرت امام حسینؓ کو دیکھتے تھے تو ان کی نظریں عشق اور فدائیت سے ان پر پڑتی تھیں۔ ان کے ذکر دیکھو کیسے کیسے پیار سے حدیثوں میں محفوظ کئے

گئے۔ کس طرح صحابہؓ ان کو آنحضرتؐ کے کندھوں پر سوار دیکھتے تھے نماز میں سجدوں میں جاتے تھے تو اس طرح پیار سے ان کو اتار دیا کرتے تھے کس طرح ساتھ کھیلتے اور حرکت کرتے اور لاڈ اور پیار کرتے ہوئے دیکھتے تھے اور یوں لگتا تھا کہ تمام صحابہؓ کی آنکھوں میں دل پگھل پگھل کر آرہے ہیں۔ وہ طرز بیان بتاتی ہے کہ غیر معمولی عشق تھا۔

پس وہی اہل بیت ہیں وہی صحابہؓ ہیں۔ آنحضرتؐ کے وصال کے بعد تمہیں کیا جنون کو دا ہے کہ انہی اہل بیت اور صحابہؓ کو ایک دوسرے کے دل پھاڑنے کے لئے استعمال کرنے لگے ہو۔ وہ تو محبتوں کے پیغامبر تھے، عشق کے سمندر تھے، تم نے انہیں نفرتوں کے سمندر میں تبدیل کر دیا ہے۔ پس آج امت محمدیہؐ کو یہ باتیں سمجھانے کی ضرورت ہے ورنہ یہ امت امت محمدیہؐ کہلانے کی مستحق نہیں رہے گی۔ ابھی چند دنوں تک آپ دیکھیں گے کہ محرم کے جلوس کراچی میں بھی نکلیں گے، خیر پور میں بھی نکلیں گے، ملتان میں بھی نکلیں گے، بہاولپور میں بھی اور لاہور وغیرہ میں بھی اور ہر جگہ غیر معمولی طور پر پولیس کی طاقت دو نفرت کرنے والے سمندروں کے بیچ میں دیوار کی طرح حائل ہو گی اور پھر وہ یَبۡغِیَان ہوں گے، وہ ایک دوسرے کے خلاف بغاوت کریں گے اور ان دیواروں کو توڑ کر ان کی نفرتیں پھلانگتی ہوئی دوسرے کے امن کو پارہ پارہ کر دیں گی اور ان کی زندگیوں کو زہر آلود کر دیں گی۔ یہ کیا دن ہیں اور ان دنوں کے کیا تقاضے ہیں؟ اور یہ کیا حرکتیں ہیں جو ان دنوں میں کی جارہی ہیں؟ حضرت اقدس مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام جن پر ظالم مّلاں یہ الزام لگاتے ہیں کہ آپؑ نے نہ اہل بیت کی عزت کی نہ صحابہؓ کی۔ ان کی اہل بیت کی عزتیں تو ہر روز برسر عام گلیوں میں پھرتی ہیں اور جو کچھ کسر رہ جاتی ہے وہ محرم کے دنوں میں طشت از بام ہو جاتی ہے۔ کچھ بھی لُکا چُھپا باقی نہیں رہتا۔ مگر حضرت اقدس محمد مصطفیؐ اور آپؐ کے صحابہؓ اور آپؐ کے اہل بیت کے عشق میں حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی جو پاکیزہ تحریریں ہیں ان پر مہریں لگائی گئی ہیں ان پر تالے لگا دئے گئے ہیں۔ جو عشق کے اظہار ہیں انہیں اجازت نہیں کہ وہ گلیوں میں کھل کر نکلیں۔ جو نفرتوں کے پیغام ہیں وہ گلیاں ان کی ہیں، وہ صحن ان کے ہیں، جب چاہیں جس طرح چاہیں نفرتوں کا اظہار جس ملک میں چاہیں کرتے پھریں، یہ بڑا ظلم ہے یہ ایک خودکشی ہے۔

پس آج کے خطبہ کے لئے حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی چند تحریریں چنی ہیں جو میں آپ کے سامنے رکھتا ہوں اور یہی آج امت کا علاج ہے کہ ایک ہی زبان سے ایک ہی منہ سے صحابہؓ کے عشق کے قصے بھی بیان ہوں اور اہل بیت کے عشق کے قصے بھی بیان ہوں تا کہ پھر امت ان دو پاک ذرائع سے ایک ہاتھ پر اکٹھی ہو جائے۔ یعنی محمد رسول اللہؐ کے عشق میں اور وہی مرکزیت اسلام کو دوبارہ نصیب ہو۔

حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام حضرت امام حسنؓ اور امام حسینؓ کا ذکر کرتے ہوئے فرماتے ہیں:

’’افسوس یہ لوگ نہیں سمجھتے کہ قرآن نے تو امام حسینؓ کو رتبہ ابنیت کا بھی نہیں دیا تھا۔‘‘

یہ وہ عبارت ہے جس کو لے کر مولویوں نے شور مچایا کہ دیکھو امام حسینؓ کے خلاف کیسی سخت زبان استعمال کی ہے۔ رتبہ ابنیت کا بھی نہیں دیا تھا۔

کہتے ہیں دیکھو حضرت محمد رسول اللہؐ کی اولاد میں شمار نہیں کرتے۔ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی عبارت پوری پڑھتے تو ان کو پتا چلتا کہ اگلے فقرے میں یہ فرمایا کہ:

’’آیت خاتم النبیین بتارہی ہے کہ محمدؐ تم میں سے کسی مرد کے باپ نہیں ہیں تو یہ اشارہ اس طرف ہے کہ حضرت امام حسنؓ اور امام حسینؓ ہی نہیں، صحابہ میں سے کوئی بھی ایسا نہیں جو جسمانی طور پر محمدؐ رسول اللہ کا بیٹا ہو اور ہر ایک وہ ہے جو روحانی طور پر آپ کا بیٹا بن سکتا ہے۔‘‘

پس یہ تفریق دور کرنے کے لئے ایسا عظیم نکتہ امت محمدیہ کے سامنے پیش فرمایا کہ تم خون کے رشتے سے ابنیت کی باتیں چھوڑ دو کیونکہ قرآن کریم نے ہر رشتے سے ابنیت کی باتیں ختم کر دی ہیں سوائے روحانی رشتے کے۔ رسول کا رشتہ سب سے برابر کا رشتہ ہو جاتا ہے اور اس رشتے سے جو روحانی بیٹا بنے گا اس کی راہ میں کوئی چیز حائل نہیں ہوسکتی اور جو روحانی بیٹا نہیں بنے گا ظاہری تعلق بھی اس کا کام نہیں آ سکتا۔

یہ وہ مضمون تھا جسے حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے بیان فرمایا اور ان ملانوں نے کیسے کیسے ظلم کے ساتھ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے خلاف یہ غلط باتیں منسوب کیں کہ گویا نعوذ باللہ من ذالك۔ آپؑ کے دل میں نہ صحابہ کی عزت تھی نہ اہل بیت کی تھی۔ اب میں آپ کو حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے الفاظ میں بتاتا ہوں کہ آپ کے نزدیک اہل بیت کا کیا مقام تھا اور صحابہ کا کیا مقام تھا۔ فرماتے ہیں:

’’حضرت عیسیٰؑ اور امام حسینؓ کے اصل مقام اور درجہ کا جتنا مجھ کو علم ہے دوسرے کو نہیں ہے۔‘‘

اب عیسیٰؑ اور امام حسین کا کیا جوڑ ہے۔ نبیوں میں اپنی جان کی عظیم قربانی پیش کرنے میں عیسیٰؑ کو ایک عجیب مرتبہ اور عجیب مقام حاصل تھا۔ نبیوں میں وہ ایک منفرد مقام ہے جو محمد رسول اللہؐ سے پہلے گزرے ہیں جس طرح جس شان کے ساتھ حضرت عیسیٰؑ نے حق کی خاطر اپنی جان کی قربانی پیش کی ہے اور صلیب کی اذیتیں قبول کی ہیں۔ پس دیکھیں ایک عارف باللہ کا کلام کس طرح ان باتوں کو جوڑتا ہے جس طرف ایک ظاہری نظر رکھنے والے کا تصور بھی نہیں جا سکتا۔ فرماتے ہیں:

’’عیسیٰؑ اور امام حسینؓ کے اصل مقام و درجہ کا جتنا مجھ کو علم ہے دوسرے کو نہیں ہے کیونکہ جوہری ہی جوہر کی حقیقت کو سمجھتا ہے اس طرح پر دوسرے لوگ خواہ وہ امام حسینؓ کو سجدہ کریں مگر وہ ان کے رتبہ اور مقام سے محض ناواقف ہیں اور عیسائی خواہ حضرت عیسیٰؑ کو خدا کا بیٹا یا خدا جو چاہیں بنا دیں مگر وہ ان کے اصل اتباع اور حقیقی مقام سے بے خبر ہیں اور ہم ہرگز یہ باتیں تحقیر سے نہیں کہہ رہے۔‘‘

ان کی تحقیر مراد نہیں بلکہ امر واقعہ بیان کر رہے ہیں کہ مسیح کا جو حقیقی مرتبہ میرے دل پر روشن ہوا ہے اور حسین کا جو حقیقی مرتبہ میرے دل پر روشن ہوا ہے وہ ان کے سجدہ کرنے والوں کے دلوں پر بھی روشن نہیں اور سجدہ کرنا خود بتاتا ہے کہ مقام سے بے خبر ہیں۔ پس اسی فقرہ میں اپنے کلام کی تائید میں ایک محکم دلیل بھی داخل فرما دی۔ وہ شان کیا ہے۔ فرماتے ہیں:

’’مَیں اس اشتہار کے ذریعہ سے اپنی جماعت کو اطلاع دیتا ہوں کہ ہم اعتقاد رکھتے ہیں کہ یزید ایک ناپاک طبع دُنیا کا کیڑا اور ظالم تھا اور جن معنوں کی رو سے کسی کو مومن کہا جاتا ہے وہ معنے اس میں موجود نہ تھے۔‘‘

یہ ہے اعلان حق۔ کوئی پرواہ نہیں کہ سنی اس سے خوش ہوتے ہیں یا ناراض ہوتے ہیں حالانکہ آپ اہل سنت سے تعلق رکھتے تھے اہل تشیع میں شامل نہیں تھے اور مقام تو درحقیقت دونوں سے بالا تھا کیونکہ آپ نے حکم عدل کے طور پر دونوں کے درمیان فیصلے کرنے تھے۔ پس آپ دنیا کے خوف سے بالکل مستغنی اور بالا تھے۔ فرماتے ہیں:

’’یزید ایک ناپاک طبع دُنیا کا کیڑا اور ظالم تھا اور جن معنوں کی رو سے کسی کو مومن کہا جاتا ہے وہ معنے اس میں موجود نہ تھے۔ مومن بننا کوئی امر سہل نہیں ہے۔ اللہ تعالیٰ ایسے شخصوں کی نسبت فرماتا ہے:

’’مومن وہ لوگ ہوتے ہیں جن کے اعمال ان کے ایمان پر گواہی دیتے ہیں جن کے دل پر ایمان لکھا جاتا ہے اور جو اپنے خدا اور اس کی رضا کو ہر ایک چیز پر مقدم کر لیتے ہیں۔‘‘

فرماتے ہیں:

’’دنیا کی محبت نے اس کو اندھا کر دیا تھا۔ مگر حسین رضی اللہ عنہ طاہر ومطہر تھا اور بلاشبہ ان برگزیدوں میں سے جن کو خدا تعالیٰ اپنے ہاتھ سے صاف کرتا ہے اور اپنی محبت سے معمور کرتا ہے اور بلاشبہ وہ سردارانِ بہشت میں سے ہے۔‘‘

یہ حضرت امام حسینؓ کے متعلق حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کا موٴقف ہے اور ایک ایک لفظ بتا رہا ہے کہ سچے دل کی آواز ہے جو بے ساختہ اور بلا تکلف دل سے بلند ہو رہی ہے:

’’سردارانِ بہشت میں سے ہے اور ایک ذرہ کینہ رکھنا اس سے موجب سلبِ ایمان ہے اور امام کی تقویٰ اور محبت الٰہی اور صبر استقامت اور زہد اور عبادت ہمارے لئے اسوہ حسنہ ہے اور ہم اس معصوم کی ہدایت کے اقتداء کرنے والے ہیں جو اس کو ملی تھی۔ تباہ ہو گیا وہ دل جو اس کا دشمن ہے اور کامیاب ہو گیا وہ دل جو عملی رنگ میں اس کی محبت ظاہر کرتا ہے۔‘‘

اب دیکھیں ’’عملی رنگ‘‘ نے اسے کہاں سے کہاں پہنچا دیا ہے۔ زبان کے دعوؤں کی بات نہیں ہو رہی۔ زنجیروں سے سینہ کوبی کی بات نہیں ہو رہی۔ فرمایا ہے جو عمل سے اس سے محبت کرتا ہے اور اپنے عمل سے اس کی محبت کو سچا ثابت کر دیتا ہے یعنی حسین کے رنگ اختیار کرتا ہے وہی سنت اپنا لیتا ہے جو حسین کی سنت تھی۔ فرماتے ہیں:

’’کامیاب ہو گیا وہ دل جو عملی رنگ میں اس کی محبت ظاہر کرتا ہے اور اس کے ایمان اور اخلاق اور شجاعت اور تقویٰ اور استقامت اور محبت الٰہی کے تمام نقوش انعکاسی کے طور پر کامل پیروی کے ساتھ اپنے اندر لیتا ہے۔‘‘

کون کون سے ہیں؟ ایمان، اخلاق، شجاعت یعنی بہادری، تقویٰ یعنی خدا خوفی اور اپنی بات پر صبر کے ساتھ قائم ہو جانا اور کسی مخالفت کی پرواہ نہ کرنا یعنی استقامت اور محبت الٰہی کے تمام نقوش اپنے دل پر منعکس کرتا ہے اور انہیں اپنا لیتا ہے۔ ’’جیسا کہ ایک صاف آئینہ ایک خوب صورت انسان کا نقش‘‘ اپنے اندر لے لیتا ہے۔ یہ اپنے اندر لے لیتا ہے کے الفاظ پہلے گزر چکے ہیں اب میں نے وہی مسیح موعود علیہ السلام کے الفاظ دہرائے ہیں جو اس فقرے کے شروع میں تھے:

’’یہ لوگ دنیا کی آنکھوں سے پوشیدہ ہیں کون جانتا ہے ان کی قدر مگر وہی جو انہی میں سے ہے‘‘ جو ویسا ہی دل رکھتا ہے ویسا ہی محبت الٰہی میں وہ پاک اور صاف کیا گیا ہے اور محبت کی آگ میں جلایا گیا ہے وہی ہے جو ان لوگوں کے حالات کو جانتا ہے۔ ان کے تجارب سے واقف ہے۔ غیر کی آنکھ، باہر سے دیکھنے والی، اس کی حقیقت کو پہچان نہیں سکتی۔

’’دنیا کی آنکھ ان کو شناخت نہیں کر سکتی کیونکہ وہ دنیا سے بہت دور ہیں۔ یہی وجہ حسین رضی اللہ عنہ کی شہادت کی تھی۔‘‘ اب دیکھیں کیسا عظیم نکتہ ہے اور یہ محبت اور معرفت کی آنکھ سے ہی دکھائی دیتا ہے۔ یہ مجلسوں میں پڑھا جانے والا نکتہ تو نہیں ہے۔ فرماتے ہیں:

’’یہی وجہ حسین رضی اللہ عنہ کی شہادت کی تھی کیونکہ وہ شناخت نہیں کیا گیا۔‘‘

ایک سو سال کے شیعوں کے ماتم ایک طرف اور یہ فقرہ ایک طرف۔ کیسی حقیقت کی روح پر انگلی رکھ دی ہے۔ اس کی شہادت کی یہی وجہ تھی کہ

حسینؓ کو شناخت نہیں کیا گیا۔ مگر افسوس کہ جیسا کہ وہ کل شناخت نہیں کیا گیا تھا ویسا ہی آج بھی شناخت نہیں کیا گیا، ورنہ حسینؓ کے نام پر محمدؐ رسول اللہ کے عشاق سے نفرتوں کی تعلیم نہ دی جاتی اور محمد رسول اللہؐ کے عشاق حسینؓ کا عذر رکھ کر ان سے محبت کرنے والوں سے نفرت کی تعلیم نہ دیتے۔ پس شناخت کا جہاں تک معاملہ ہے خدا کے پیارے تو بعض دفعہ نہ اپنے وقت پر شناخت کئے جاتے ہیں نہ بعد میں شناخت کئے جاتے ہیں۔ مگر وہی ان کو شناخت کرتا ہے جو ویسا دل رکھتا ہے، ویسا مزاج اس کو عطا ہوتا ہے، ویسی ہی فطرت ودیعت کی جاتی ہے۔ وہی ہے جو حقیقت میں شناخت کا حق رکھتا ہے اور حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام فرماتے ہیں ’’یہی وجہ حسین رضی اللہ عنہ کی شہادت کی تھی کیونکہ وہ شناخت نہیں کیا گیا۔ دنیا نے کس پاک اور برگزیدہ سے اس کے زمانے میں محبت کی تا حسین رضی اللہ عنہ سے بھی محبت کی جاتی۔‘‘ یہاں یہ مراد نہیں ہے کہ کوئی محبت نہیں کرتا۔ حضرت محمد رسول اللہؐ کی زندگی میں آپؐ کے بڑے بڑے عشاق پیدا ہوئے۔ ہر نبی کے وقت میں حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے زمانے میں بھی کچھ عشاق پیدا ہوئے مگر مراد یہ ہے کہ کثرت کے ساتھ قومی طور پر بڑی تعداد میں بہت بعد میں آنے والے محبت کی باتیں کرتے ہیں لیکن وہ لوگ یا ان کے مزاج کے لوگ جو اس برگزیدہ کی زندگی میں اس زمانے میں ہوتے ہیں وہ اس کو نہیں پہچانتے اور یہ حقیقت ہے کہ قرآن کریم نے اسی لئے حضرت موسیٰ علیہ الصلوٰۃ والسلام سے تعلق رکھنے والی قوم کو مخاطب کرتے ہوئے یہ فرمایا کہ تم وہی ہو جنہوں نے موسیٰ کو اذیتیں دیں، تم وہی ہو جو اس زمانے میں نبیوں کو قتل کیا کرتے تھے حالانکہ وہ تو دو ہزار سال بعد پیدا ہوئے تھے۔ وہ وہ کیسے ہو گئے۔ مراد یہ ہے کہ تم ایسے لوگ ہو کہ تمہاری سرشت ایسی ہے۔ اگر تم اس زمانہ میں ہوتے تو وقت کے مقدس انسان کو پہچان نہ سکتے اور ضرور اس کی دشمنی میں اس کی عزت اور جان کے درپے ہو جاتے لیکن اب تم اس کی محبت کی باتیں کرتے ہو۔ تو حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام ان لوگوں کا ذکر فرما رہے ہیں کہ یہ لوگ جب برگزیدہ لوگوں کی زندگی میں اس وقت سے حصہ پاتے ہیں تو کبھی ان کو پہچان نہیں سکتے اور جب وہ وفات پا جاتے ہیں یا ویسے کسی وجہ سے ان سے دور ہٹ جاتے ہیں، زمانے بدل جاتے ہیں، اس وقت پھر یہ ان کی محبت کے گیت گاتے اور ان کے نام کو اچھالتے ہیں۔

’’غرض یہ امر نہایت درجہ کی شقاوت اور بے ایمانی میں داخل ہے کہ حسین رضی اللہ عنہ اس شخص کی یا کسی بزرگ کی جو ائمہ مطہرین میں سے ہے تحقیر کرتا ہے یا کوئی کلمہ استخفاف کا اس کی نسبت اپنی زبان پر لاتا ہے۔ وہ اپنے ایمان کو ضائع کرتا ہے کیونکہ اللہ جلّشانہ اس کا دشمن ہو جاتا ہے جو اس کے برگزیدوں اور پیاروں کا دشمن ہے۔ جو شخص مجھے بُرا کہتا یا لعن طعن کرتا ہے اس کے عوض میں کسی برگزیدہ اور محبوب الٰہی کی نسبت شوخی کا لفظ زبان پر لانا سخت معصیت سمجھتا ہوں۔‘‘

فرمایا جو مجھے برا سمجھتا ہے، مجھ پر لعن طعن کرتا ہے اس کا بدلہ میں معصومین سے نہیں لیتا اور شوخی کے طور پر ان پر اپنا غصہ اتارنا ایک سخت لعنت کی بات سمجھتا ہوں سخت برا سمجھتا ہوں۔

پھر حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام فرماتے ہیں:

’’اس میں کس ایماندار کو کلام ہے کہ حضرت امام حسن اور حضرت امام حسین رضی اللہ عنہما خدا کے برگزیدہ اور صاحبِ کمال اور صاحب عفت اور عصمت اور ائمۃ الہدیٰ تھے (یعنی ہدایت کے اماموں میں سے تھے) اور وہ بلاشبہ دونوں معنوں کی رو سے آنحضرتؐ کی آل تھے۔ خون کے لحاظ سے بھی آل تھے اور روحانی وراثت کے لحاظ سے بھی آل تھے۔ لیکن کلام اس بات میں ہے کہ کیوں آل کی اعلیٰ قسم کو چھوڑا گیا ہے اور ادنیٰ پر فخر کیا جاتا ہے۔ تعجب کہ اعلیٰ قسم امام حسن اور امام حسین کے آل ہونے کی اور کسی کے آل ہونے کی جس کی رو سے وہ آنحضرتؐ کے روحانی مال کے وارث ٹھہرتے ہیں اور بہشت کے سردار کہلاتے ہیں۔ یہ لوگ اس کا تو کچھ ذکر نہیں کرتے اور ایک فانی رشتے کو بار بار پیش کیا جاتا ہے۔‘‘

یہ وہ نقص ہے جس کی طرف حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام، حضرت امام حسنؓ اور حضرت امام حسینؓ کی محبت رکھنے والوں کے تعلق میں بیان فرما رہے ہیں کہ ان کو اس پہلو سے اپنی اصلاح کرنی چاہئے۔ ان دونوں کا مرتبہ جس کے نتیجہ میں آنحضرتؐ نے ان کو روحانی طور پر بہت اعلیٰ مراتب پر فائز فرمادیا وہ روحانی تعلق کی بنا پر تھا نہ کہ جسمانی رشتے کی بنا پر۔ آپؐ نے فرمادیا اس سے یہ مراد ہے کہ آپؐ نے ان کے اعلیٰ مراتب کی نشاندہی فرمائی اور ان کی شان میں بہت ہی پاکیزہ اور مقدس خیالات کا اظہار فرمایا۔ ان کو ان اعلیٰ مراتب پر فائز تو خدا نے فرمایا تھا مگر حضرت محمدؐ رسول اللہ کی زبان سے ہم نے اس کا ذکر سنا اس لئے آپؐ جب کہتے ہیں کہ وہ سردارانِ بہشت میں سے ہے تو بلاشبہ یہ اللہ کا کلام ہے جو حضرت محمد رسول اللہؐ پر نازل ہوا ہے ورنہ حضرت محمد رسول اللہؐ اپنی طرف سے تو کسی کو سردارِ بہشت نہیں بنا سکتے تھے۔ تو حضرت مسیح موعود علیہ السلام فرماتے ہیں کہ آپؐ کی نظر ان کے روحانی مراتب پر تھی۔ ہرگز اس بات پر نہیں تھی کہ چونکہ میری بیٹی کی اولاد میں سے ہوں گے یا بیٹی کی پشت سے پیدا ہوں گے اس لئے یہ سردارِ بہشت ہیں۔ پس ان کا سردارانِ بہشت ہونا بتاتا ہے کہ انہوں نے آنحضرتؐ کا روحانی ورثہ پایا ہے۔ آپ فرماتے ہیں اس اعلیٰ بات کا ذکر تم نہیں کرتے اور محرم کے موقع پر یا ویسے مجالس میں خونی رشتے کی باتیں کرتے چلے جاتے ہو۔ اگر ایسا کرو گے تو دوسرے روحانی ورثہ پانے والوں کی طرف بھی محبت کی نگاہ پڑے گی نفرت کی نگاہ ان پر نہیں پڑ سکتی۔ یہی وجہِ تفریق ہے۔ یہی بیماری ہے جس کی نشان دہی حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے فرمائی اور جس طرف اب توجہ کرنا ضروری ہے۔

تمام شیعوں کو میری نصیحت ہے کہ وہ اپنی مجالس میں جتنا چاہیں محبت کا اظہار کریں مگر اگر روحانی تعلق سے ایسا کریں تو پھر وہی روحانی تعلق کی باتیں ان کو حضرت ابوبکرؓ سے بھی محبت پر مجبور کر دیں گی، حضرت عثمانؓ سے بھی محبت پر مجبور کر دیں گی، حضرت عمرؓ سے بھی محبت پر مجبور کر دیں گی۔ تمام صحابہؓ کے لئے ان کے دل میں محبت کے سوا اور کچھ نہیں رہے گا لیکن چونکہ جسمانی رشتے پر زور دیا جاتا ہے اور اس پہلو سے صحابہؓ کو کلیۃً حضرت محمد رسول اللہؐ سے جدا دکھایا جاتا ہے گویا ایک الگ قوم ہے جس کا آپؐ سے اور آپؐ کے مقاصد سے کوئی تعلق نہیں ہے۔ اس لئے یہ نفرتیں رفتہ رفتہ ان کے دلوں میں جاگزیں ہوئیں اور پھر بڑھتی چلی گئیں یہاں تک کہ بغضِ صحابہ ان کے ایمان کا حصہ بن گیا اور اس نے پھر یہ ردعمل دکھایا کہ سنّیوں میں بھی سپاہ صحابہ جیسی چیزیں پیدا ہوئیں جن کے اعلیٰ مقاصد میں شیعوں کا خون بہانا اس طرح داخل ہو گیا جیسے اسلام کے دشمنوں کے خلاف جہاد صحابہؓ کے دلوں میں داخل تھا۔ صحابہؓ کے دلوں میں اسلام کے خلاف تلوار اٹھانے والوں کے مقابل پر جہاد کا ایک جوش پایا جاتا تھا لیکن یہ ایک دفاعی جہاد تھا۔ اس میں نفرتوں کا کوئی تعلق نہیں تھا۔ یہ ان نفرتوں کے خلاف جہاد تھا جن نفرتوں کا صحابہؓ کو نشانہ بنایا جا رہا تھا، حضرت محمد رسول اللہؐ کو نشانہ بنایا جا رہا تھا لیکن جو آج ہم دیکھ رہے ہیں وہ بالکل برعکس قصّہ ہے سپاہِ صحابہ کے دل میں شیعوں کی نفرت ہے جو موجزن ہے اور وہ سمجھتے ہیں کہ شیعوں میں سے کسی کا قتل یا ان میں سے کسی مجلسی کا قتل کرنا نہ صرف یہ کہ اللہ کے حضور ان کے لئے اعلیٰ مراتب کا ضامن ہو جائے گا بلکہ بعض ان میں سے مولوی یہ بیان کرتے ہیں کہ تم اگر ایسا کرو گے اور اس کوشش میں تم مارے جاؤ تو تم سردارانِ بہشت میں سے شمار ہو گے۔ تم دیکھنا کہ کیسے کیسے پاک وجود تمہارے استقبال کی خاطر جنت کے دروازوں تک آتے ہیں۔ ایسے ایسے لغو قصے بیان کئے جاتے ہیں کہ عقل دنگ رہ جاتی ہے کہ ان قصوں کے ماننے والے دماغ کس قسم کے ہوں گے۔ مگر ہمارے ملک میں بدقسمتی سے جہالت بہت ہے اور یہی جہالت ہے جو اس تفریق کو مزید ہوا دے رہی ہے اور ان فاصلوں کو بڑھا رہی ہے۔

پس محرم میں محبت کی اور باہم رشتوں کو باندھنے کی تعلیم دینی ضروری ہے اور جیسا کہ مسیح موعود علیہ السلام نے فرمایا ہے حقیقت یہ ہے کہ اول زور روحانی تعلق پر دینا ضروری ہے اور پھر جسمانی طور پر اگر تعلق ہے تو اس تعلق میں اضافہ ہو گا کمی نہیں ہوسکتی۔ یعنی جسمانی تعلق سونے پر سہاگے کا کام دے گا لیکن شرط یہ ہے کہ پہلے روحانی تعلق قائم ہو اور روحانی تعلق پر زور دیا جائے پھر زائد کے طور پر جب جسمانی رشتہ دکھائی دے گا تو لازماً سب کو محبت ہو گی۔

پس سنّیوں کو بجائے اس کے کہ نفرتوں کی تعلیم دیں اور ان کے جلوسوں پر حملہ آور ہوں اور طرح طرح سے ان کی راہیں روکیں یا کاٹیں یا ان پر بم پھینکیں یا زبان سے گندی گالیوں کی گولہ باری کریں۔ ان کا فرض ہے کہ ایسے موقع پر ان سے بڑھ کر صحابہؓ کے عشق کی باتیں کیا کریں اور ان میں حضرت محمد رسول اللہؐ کے اہلِ بیت کو جو صحابہ کا مرتبہ بھی رکھتے تھے، روحانی وارث بھی تھے اور روحانی وارثوں میں بھی بہت بلند مقام پر فائز تھے ان کا ذکر بھی کریں اور دوسرے صحابہؓ کا ذکر بھی کریں۔ صدیقوں کا ذکر بھی کریں اور شہیدوں کا ذکر بھی کریں اور کثرت سے درود اور سلام کی مجلسیں لگائیں اور اس میں ایک دوسرے سے آگے بڑھنے کی کوشش کریں تو یہی دن کتنی برکت کے دن بن سکتے ہیں۔ بجائے اس کے کہ دونوں طرف سے ان دنوں کو نفرتیں پھیلانے کے لئے استعمال کیا جائے۔ دونوں ایک دوسرے کی نیکی کی باتوں میں سبقت لے جانے کی کوشش کریں اور یہ بتائیں دنیا کو کہ ہم محمد رسول اللہؐ کے عشاق سے زیادہ محبت کرنے والے ہیں۔ ہم اہل بیت سے دوسروں کی نسبت زیادہ پیار رکھنے والے ہیں۔ اہل بیت کے ترانے اگر سارے سنّی گانے شروع کر دیں تو شیعوں کی آواز کو اس آواز میں ڈبو سکتے ہیں اور زیادہ عشق کے ترانے گائیں۔ ان سے بلند تر آواز میں اور ان کو بتائیں کہ محبت کی باتیں ہی کافی ہیں نفرت کی باتیں بیان کرنا ضروری نہیں۔ پس اس موقع کا اصل علاج یہ ہے۔

نہ پولیس علاج ہے نہ فوج علاج ہے۔ یہ علاج کتنے سالوں سے تم کرتے چلے آ رہے ہو۔ آج تو کہہ دیتے ہو کہ ’’را‘‘ کی وجہ سے ایسا ہوا ہے، ہندوستان کے ایجنٹ ہیں جو یہ کام کروا رہے ہیں۔ کل تم کہا کرتے تھے کہ قادیانیوں کی وجہ سے ایسا ہو رہا ہے۔ احمدی ایجنٹ ہیں جو کروا رہے ہیں۔ بھٹو صاحب کے زمانے میں بھی یہی ہوا اور ضیاء کے زمانے میں تو باقاعدہ دستور بن گیا تھا کہ حکومت کی طرف سے نوٹیفکیشن جاری ہوتے تھے اور کہا جاتا تھا احمدیوں کی نگرانی کرو۔ بڑی سختی کے ساتھ تمام تر جاسوسی ان کے لئے وقف کر دو کیونکہ ہمارے علم میں یہ بات آئی ہے کہ محرم کے موقع پر احمدی شیعوں اور سنّیوں میں فساد برپا کریں گے اور ظلم کی حد ہر دفعہ توجہ دشمن سے ہٹا کر دوستوں کی طرف کر دی جاتی۔ ساری احمدیت کی تاریخ اس بات کو جھٹلا رہی ہے اور کئی پولیس افسران ان تحریروں کو پڑھ کر یہ کہا کرتے تھے اور بعض احمدیوں کے سامنے بات بیان کی کہ ہماری حکومت پتا نہیں پاگل ہو گئی ہے۔ ان کو پتا نہیں کہ احمدیوں کا مزاج ہی یہ نہیں ہے۔ کبھی

ہوا ہے آج تک کہ ان کی سو سالہ تاریخ میں کہ احمدیوں نے فساد برپا کئے ہوں؟ ایک پرامن جماعت ہے۔ ان کے خلاف فساد ہوئے ہیں یہ درست ہے لیکن آج تک ایک بھی واقعہ ایسا نہیں ہے کہ جماعت احمدیہ نے کبھی دوسروں میں فساد کے خیالات پھیلائے ہوں یا کسی طرح فساد پھیلانے میں کسی قسم کا دخل ہی دیا ہو۔ کامیابی تو دور کی بات ہے۔ کہتے ہیں اشارۃً یعنی بعض پولیس افسران کی بات کر رہا ہوں انہوں نے اپنی لمبی سروس کا حوالہ دے کر کہا کہ میں جانتا ہوں اس لمبے زمانے میں جو پولیس میں سروس کی ہے اور میں حلف اٹھا سکتا ہوں اس بات پر کہ احمدی مزاج میں فساد کرانا داخل نہیں۔ کبھی مجھے آج تک کسی احمدی میں بھی اشارۃً یہ بات دکھائی نہیں دی۔ تو کرتے کیا تھے۔ جنہوں نے شرارت کرنی ہوتی تھی ان پر سے توجہ ہٹا کر جو شرارت کے خلاف ہوا کرتے تھے ان کی طرف توجہ مرکوز کر دیا کرتے تھے اور پھر ان کو فساد کی کھلی چھٹی تھی جو ان میں فساد کر رہے تھے۔ زیر نظر احمدی ہیں اور فساد کرانے ہیں یا شیعوں نے یا سنّیوں نے اور وہ پھر کھلم کھلا اپنی سازشیں کرتے اور فساد کرتے اور فسادوں کے بعد ایک دفعہ بھی ان دشمن حکومتوں کو ایک ادنیٰ سی بات بھی ہاتھ نہ آئی کہ ثابت کر سکیں کہ یہ فساد احمدیوں نے کروایا تھا۔ مجھے یاد ہے انہی دنوں میں جب یہ کہا کرتے تھے کہ احمدیوں سے متنبہ رہو۔ کراچی میں ساری پولیس کی توجہ احمدیوں کی طرف تھی اور ادھر کراچی میں شیعوں کے امام باڑے جل گئے۔ شیعوں کو ان کے گھروں میں زندہ جلا دیا گیا تو کون لوگ گئے تھے وہاں۔ کیا کوئی احمدی تھا؟ تحقیق نے کیا ثابت کیا تھا کہ احمدیوں کا کوئی دور سے بھی اس بات سے تعلق نہیں ہے۔ پس جب ایک قوم جھوٹ بولنے کی عادی ہو جائے اور عملاً جھوٹ کی پرستش کرنا شروع کر دے تو جھوٹ کی ساری تدبیریں اپنے ہی خلاف الٹا کرتی ہیں۔ احمدی تو امن پیدا کرنے کے لئے پیدا کئے گئے ہیں اور احمدیوں سے آپ کبھی فساد کی بات نہیں دیکھیں گے۔ اب آپ کہتے ہیں 'را' نے ایسا کیا۔ اب 'را' کیسے وہ دشمنیاں دلوں میں پیدا کر سکتی ہے جو تاریخ کے سینکڑوں سال گواہ ہیں کہ تمہارے دلوں میں مسلسل چلی آ رہی ہیں۔ کم از کم ایک ہزار سال گزر چکا ہے اس تاریخ کو کہ خود مسلمانوں نے مختلف وقتوں میں ایک دوسرے کے گھر جلائے ہیں، ایک دوسرے کی قبریں اکھاڑی ہیں، مردوں کو دوبارہ پھانسی دی گئی ہے اور ان کے پنجروں کو پھانسی پر ٹکایا گیا ہے۔ یہ ہلاکو خان کا واقعہ بھول گئے ہو۔ ایک سنّی دور میں جب بعض شیعوں پر مظالم ہوئے ہیں تو اس کے رد عمل کے طور پر پھر شیعہ وزیر نے انتقام لیا اور اس نے ہلاکو خان کو دعوت دی کہ آؤ اور اس ملک پر قبضہ کرو۔ یہ تاریخ بتا رہی ہے۔ وہاں کونسی 'را' تھی جو اپنا کام دکھاتی تھی؟ میں ہندوستان کے حق میں بات نہیں کر رہا۔ میں کسی کے حق میں بھی بات نہیں کر رہا نہ کسی کے خلاف بات کر رہا ہوں۔ میں یہ سمجھا رہا ہوں کہ حقیقت حال پر نظر رکھو۔ نفرتیں جہاں پرورش پاتی ہیں وہی جگہ ہے نگرانی کی اور ان نفرتوں کی پرورش گاہوں میں اگر کوئی دشمن گھس کر مزید انگیخت کرے تو وہ ایسی کوشش کر سکتا ہے اس سے انکار نہیں لیکن نفرتیں قائم ہیں تو کوشش پھر ضرور کامیاب ہوں گی اور یہ عذر قابل تسلیم نہیں ہو گا کہ فلاں نے ایسا کروایا ہے۔ تم کرنے پر تیار بیٹھے تھے اور اس نے جو تلوار نیچے گری ہوئی تھی اٹھا کے تمہارے ہاتھوں میں تھما دی اس سے زیادہ تو اس کو کوئی کام نہیں۔ لیکن کرنے والے تم ہو، تمہاری نیتیں ہیں جن میں زہر گھلے ہوئے ہیں۔ وہ نیتیں ہیں جو ایک دوسرے کو برداشت نہیں کر سکتیں۔ وہ آنکھیں ہیں جو ایک دوسرے کو اچھا دیکھ نہیں سکتیں۔ ان نفرتوں کا علاج کرو۔ ان نظروں کو درست کرنے کی کوئی تدبیر کرو۔ ان دلوں سے نفرتیں ہٹا کر ان میں محبتوں کے رس گھولنے کی کوشش کرو۔ اس کے سوا کوئی علاج ہی نہیں ہے اور یہ علاج امامِ وقت تمہیں بتا رہا ہے۔ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام جو حَکم عَدل بن کر آئے تھے وہ سلیقہ سکھا رہے ہیں کہ دیکھو اس طرح صحابہؓ کی بھی تعریف کرو۔ اس طرح اہل بیت کی بھی تعریف کرو۔ ان پر بھی درود بھیجو۔ ان پر بھی درود بھیجو۔ یہی ایک ذریعہ ہے امت کے اکٹھا ہونے کا۔

حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام فرماتے ہیں:

''یقینا ہمارے نبی خیر الوریٰؐ ہمارے رب اعلیٰ کی دونوں صفات رحمانیت اور رحیمیت کے مظہر تھے پھر صحابہ رضوان اللہ علیہم حقیقت محمدیہ جلالیہ کے وارث ہوئے جیسا کہ پہلے تجھے معلوم ہو چکا ہے۔''

اب ان صحابہؓ کے ذکر میں حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام اہلِ بیت یعنی خونی رشتے کے ذریعے منسلک اور دوسروں سب کا اکٹھا ذکر فرما رہے ہیں اور تمام صحابہؓ کی تعریف فرما رہے ہیں اس میں نعوذ باللہ اہل بیت اس تعریف سے خارج نہیں ہوئے بلکہ جیسا کہ پہلے میں حوالہ دے چکا ہوں اول طور پر حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے پیش نظر ہیں۔ فرماتے ہیں:

''پھر صحابہ حقیقت محمدیہ جلالیہ کے وارث ہوئے جیسا کہ تجھے معلوم ہو چکا ہے ان کی تلوار مشرکین کی جڑ کاٹنے کے لئے اٹھائی گئی اور مخلوق پرستوں کے ہاں ان کی ایسی کہانیاں ذکر ہیں جو بھلائی نہ جا سکیں گی۔ انہوں نے صفت محمدیہ کا حق ادا کر دیا۔''

اب صفت محمدیہؐ کو صحابہؓ میں رائج فرمایا ہے۔ یہ ایک بہت ہی اہم نکتہ ہے۔ وہ تمام صفات حسنہ جو خونی رشتوں میں تعلق رکھنے والے اہل بیت میں تھیں یا محض روحانی رشتہ میں بندھے ہوئے صحابہؓ میں تھیں وہ تمام خوبیاں نہ اِن کی ذاتی تھیں، نہ اُن کی ذاتی تھیں وہ صفت محمدیہؐ کے ان میں جاری ہونے کے نتیجہ میں تھیں۔ جو اس نکتہ کو سمجھ جائے وہ ایک کے مقابل پر دوسرے سے نفرت کر ہی نہیں سکتا کیونکہ صفت محمدیہؐ کی طرف پیٹھ دکھا کر صفت محمدیہؐ سے محبت نہیں کی جا سکتی۔ صفت محمدیہؐ پر حملہ آور ہوتے ہوئے صفت محمدیہؐ کے عشق کے گیت نہیں گائے جا سکتے۔ پس حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے کس اعلیٰ پیرائے میں حضرت محمد رسول اللہؐ کی سیرت ہی کو صحابہ میں جلوہ گر دکھایا۔ فرمایا ہے وہاں بھی سیرت محمدیہؐ کام کر رہی ہے۔ اے سیرت محمدیہؐ کے عشاق! کیا تم سیرت محمدیہ سے دشمنی کرو گے؟

پس جہاں صفتِ محمدی کے سوا کچھ ہے ہی نہیں۔ وہاں اہل بیت یا غیر اہل بیت کی کوئی تفریق نہیں ہے۔ اگر حسن ہے تو محمد کا حسن ہےؐ۔ سیرت ہے تو محمد کی سیرت ہےؐ اور صحابہ میں اگر کوئی مدح کی بات پائی جاتی ہے تو محمدؐ رسول اللہ کی سیرت کو اپنانے کے نتیجے میں ہے اور بعینہٖ یہی وجہ فضیلت کی اہل بیت میں پائی جاتی ہے اس کے سوا کوئی وجہ نہیں۔ پس حضرت مسیح موعود علیہ السلام فرماتے ہیں:

''اللہ تعالیٰ نے صحابہ کو اور ان کے تابعین کو اسم محمدؐ کا مظہر بنایا اور ان کے ذریعے رحمانی جلالی شان ظاہر کی اور انہیں غلبہ عطا کیا اور پے در پے نعمتوں کے ذریعہ ان کی نصرت فرمائی۔''

پھر حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام صحابہ رضوان اللہ علیہم کے ذکر میں فرماتے ہیں:۔

''صحابہ رضوان اللہ علیہم کے زمانے میں تو یقین کے چشمے جاری تھے اور وہ خدائی نشانوں کو اپنی آنکھوں سے دیکھتے تھے اور انہی نشانوں کے ذریعہ سے خدا کے کلام پر انہیں یقین ہو گیا تھا اس لئے ان کی زندگی نہایت پاک ہو گئی تھی۔''

اب یہ وہ حصہ ہے جس کی کمی کی وجہ سے ساری امت کہلانے والی امت میں یعنی رسول اللہؐ کی طرف منسوب ہونے والے لوگوں میں فساد پھیلا ہوا ہے۔ یعنی یہ وہ نکتہ ہے جس کو نہ سمجھنے کی وجہ سے جس پر عمل نہ کرنے کے نتیجہ میں کیونکہ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام فرماتے ہیں کہ انہوں نے محمد رسول اللہؐ میں خدائی نشان دیکھے اور اپنی آنکھوں سے دیکھے اور اس ذریعہ سے خدا کے کلام پر انہیں یقین ہو گیا تھا اس لئے ان کی زندگی نہایت پاک ہو گئی تھی۔ پس جنہوں نے الٰہی نشان دیکھے ہوں لازم ہے کہ ان کی زندگی پاک ہو اور پاک زندگیوں میں یہ بدنمونے دکھائی نہیں دے سکتے جو محرم کے دنوں میں آپ دیکھتے ہیں۔ یہ ناممکن ہے کہ پاک دلوں سے دوسرے پاکوں کے خلاف نفرت اور بغض کے کلمے اس طرح نکلیں جس طرح پھوڑے سے پیپ نکلتی ہے۔ یہ ہو ہی نہیں سکتا۔ پاک وجود صحت مند وجود ہوتا ہے۔ اس میں گندی پیپ کے پالے ہوئے پھوڑے نہیں ہوا کرتے۔ پس جب بھی صحابہؓ کے خلاف شیعوں کی مجالس میں سخت قسم کی ظالمانہ زبان استعمال کی جاتی ہے تو یہ دلوں کے پھوڑے ہیں جو سارا سال پکتے رہتے ہیں اور وہ پیپ اس وقت پھٹ کر اچھل اچھل کر باہر نکلتی ہے اور بہت ہی بدبودار مواد ہے جو باہر نکل کر گلیوں میں آتا ہے اور ساری فضا کو یہ بدبودار کر دیتا ہے۔ دوسری طرف مقابل کو دیکھیں۔ اگر وہ ان کے مقابلہ کرنے والے بھی رسول اللہؐ کی سچائی کے نشان دیکھ کر اپنے دلوں کو پاک کر چکے ہوتے تو ایسے موقع پر استغفار سے کام لیتے۔ گند کا جواب گند سے نہ دیتے بلکہ ان کے لئے دعا گو ہو جاتے۔ ان پر زیادہ رحم اور شفقت کرتے، ان کو سمجھانے کے لئے سارا سال کارروائیاں کرتے اور دلائل کی دنیا میں ان کو گھسیٹ کر لاتے اور دلائل کے میدانوں میں یہ فیصلے کرتے۔ بجائے اس کے کہ تلوار کے میدان میں ایسے فیصلے کئے جائیں۔

پس ادھر بھی وہ پاک نمونے نہیں ہیں ادھر بھی وہ پاک نمونے نہیں ہیں اور امر واقعہ یہ ہے کہ اس زمانے میں اگر حضرت محمد رسول اللہؐ سے سچا تعلق باندھنا ہے تو اس امام سے تعلق باندھے بغیر یہ سچا تعلق قائم نہیں ہو سکتا جو امام ان پیش گوئیوں کے مطابق آیا ہے جو محمد رسول اللہؐ کو اللہ تعالیٰ نے عطا فرمائیں وہ تعلق جو تیرہ سو سال میں تم کاٹ بیٹھے۔ وہ تعلق تیرہ سو سال کے بعد دوبارہ جوڑنے کے وقت آئے اور آسمان سے وہ رسی نیچے کی گئی جس رسی سے ہاتھ جدا ہو چکے تھے۔ اب ایک ہی راہ ہے کہ اس رسی کو دوبارہ مضبوطی سے پکڑ لو اور پھر حضرت محمد مصطفیٰؐ کے دامن میں پناہ لے لو اس پناہ کے سوا اور کوئی پناہ نہیں ہے اور یہ پناہ امام وقت کے انکار کے ذریعہ میسر نہیں ہو سکتی۔ یہ پناہ صرف اس صورت میں

بقیہ صفحہ 14 پر

درخواست دعا

مکرم محمد انور پاشا صاحب آف لندن دعا کی درخواست کرتے ہیں۔

خاکسار کی اہلیہ کو یوٹرس میں Stage4 کا کینسر Diagnose ہوا ہے جو کہ پیٹ کے سامنے والے حصہ میں کافی زیادہ پھیل چکا ہے۔ مؤرخہ 2/اگست 2022 سے Treatment شروع ہے۔

تمام قارئین الفضل کی خدمت میں دعا کی عاجزانہ درخواست ہے کہ اللہ تعالیٰ معجزانہ طور پر کامل شفاء عطا فرمائے آمین

مولانا سید شمشاد احمد ناصر۔ امریکہ

تبلیغ میں پریس اور میڈیا سے کس طرح کام لیا جاسکتا ہے

ذاتی تجربات کی روشنی میں

قسط 55

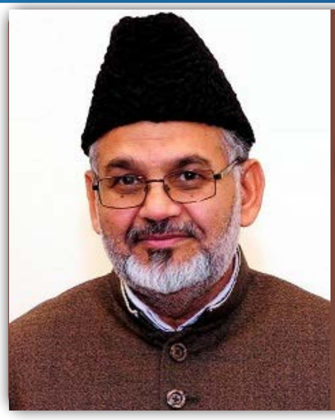

پاکستان ایکسپریس

پاکستان ایکسپریس نے اپنی اشاعت میں 24 دسمبر 2010ء صفحہ 13 پر پورے صفحہ پر خاکسار کا مضمون خاکسار کی تصویر کے ساتھ شائع کیا۔ نیز روضہ حضرت امام حسین کی تصویر بھی ساتھ ہی شائع کی ہے۔ اس مضمون کا عنوان ہے ”شہادت حضرت امام حسینؓ اور آپ کا بلند مقام“ نفس مضمون وہی ہے جو اس سے پہلے گزر چکا ہے۔

دی انڈین ایکسپریس

دی انڈین ایکسپریس نے اپنی اشاعت میں ہمارے تبلیغی اشتہار بابت جلسہ سالانہ ویسٹ کوسٹ شائع کیا ہے۔ جس میں حضرت مسیح موعودؑ اور حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کی تصاویر کے ساتھ جلسہ کی تفاصیل مسجد بیت الحمید کی تصویر اور دیگر معلومات درج ہیں۔

انڈیا ویسٹ

انڈیا ویسٹ نے اپنی اشاعت 24 دسمبر 2010ء صفحہ 23 پر 3 تصاویر کے ساتھ ہماری خبر شائع کی ہے۔ جس کی شہ سرخی یہ ہے کہ احمدیہ مسلم جماعت کے افراد ہالی ووڈ میں مسلم فارپیس کا پیغام پہنچا رہے ہیں۔ ایک تصویر میں اسامہ ایک شخص کو یہ فلائر دے رہے ہیں اور دوسری 2 تصاویر میں سفیان فاروقی دو امریکن کو یہ فلائر دے رہے ہیں۔

خبر اور نفس مضمون ایک ہی ہے جو اس سے قبل دیگر اخبارات کے حوالہ سے گزر چکا ہے۔

ہفت روزہ نیویارک عوام

ہفت روزہ نیویارک عوام نے اپنی اشاعت 24 تا 30 دسمبر 2010ء صفحہ 12 پر خاکسار کا مضمون بعنوان ”توہین رسالت اور مرتد کی سزا قرآن و سنت کی روشنی میں“ خاکسار کی تصویر کے ساتھ شائع کیا ہے۔

اس مضمون میں خاکسار نے لکھا ہے کہ اسلام جیسا پیارا اور امن پسند مذہب قبول کرنے کے بعد کفر کی طرف لوٹ جانا انتہائی مکروہ اور قبیح فعل ہے۔ اور کسی کلمہ گو سے آنحضرت ﷺ کی توہین، یہ تو اور بھی ناممکن ہے۔ اسلام ایک بین الاقوامی مذہب ہے اس کی تعلیم سب کے لئے بلا امتیاز اور سب زمانوں کے لئے قابل عمل ہے۔ اسلام میں جہاں مومنوں کے لئے کچھ قوانین اور ضابطے ہیں وہیں نہ ماننے والوں کے لئے بھی کچھ قوانین ہیں۔

آج مغرب اسلام پر معترض ہے کہ وہ مذہبی آزادی نہیں دیتا۔ شروع اسلام میں اور اب بھی کچھ مسلمانوں کا یہی عقیدہ ہے کہ اسلام جبر و اکراہ کے ساتھ پھیلا ہے۔ حالانکہ اسلام نہ پہلے جبر سے پھیلا تھا اور نہ اب پھیلے گا۔ یہ اپنی حسین تعلیم کے زور سے پھیلا ہے اور اب بھی اسی طرح پھیلے گا۔ مغرب کا یہ نقطہ نگاہ کہ اسلام جبر سے پھیلا ہے مسلمانوں کی اپنی غلط تشریحات کی وجہ سے ہے۔ اس ضمن میں خاکسار نے پھر چند قرآنی آیات درج کی ہیں۔ (آیات کے ترجمہ کی تشریح دی گئی ہے)

1۔ سورۃ البقرہ میں دین میں کوئی جبر نہیں۔ یہ آیت بڑے زور کے ساتھ اعلان کر رہی ہے کہ اللہ تعالیٰ نے مذہب کے بارے میں جبر اور تشدد جائز نہیں رکھا۔ ہر ایک کو مکمل مذہبی آزادی حاصل رہے گی کیونکہ مذہب انسان اور خدا کا معاملہ ہے۔

2۔ سورۃ آل عمران میں یقیناً وہ لوگ جنہوں نے اپنے ایمان لانے کے بعد کفر کیا، پھر کفر میں بڑھتے چلے گئے ان کی توبہ ہرگز قبول نہ کی جائے گی اور یہی وہ لوگ ہیں جو گمراہ ہیں۔ اس میں بھی کفر میں بڑھتے چلے جانے کا ذکر ہے۔ اگر ایک دفعہ مسلمان ہو کر پھر کافر ہو جائے تو اگر اس کی گردن زنی ہو گئی تو وہ کفر میں کس طرح بڑھتا چلا جائے گا؟ یعنی اسلام سے مرتد ہو جانے پر کسی کو قتل نہیں کیا جاسکتا۔

3۔ تیسری آیت سورۃ النساء کی ہے۔ یقیناً وہ لوگ جو ایمان لائے پھر انکار کر دیا پھر ایمان لائے پھر انکار کر دیا۔ پھر کفر میں بڑھتے چلے گئے۔ اللہ ایسا نہیں کہ انہیں معاف کر دے۔

یہ آیت بھی بتاتی ہے کہ مرتد کی سزا قتل ہرگز نہیں۔ اس کا فیصلہ اللہ نے کرنا ہے اگر کفر کی حالت ہی میں مرے گا تو جہنمی ہو گا اور وہ سزا بھی خدا نے اپنے اختیار میں رکھی ہوئی ہے۔ جاہل مولویوں اور ان کے پیروکاروں کو اختیار نہیں کہ جلوس لے کر ایسے شخص پر ہلا بول دیا جائے اور اسے مار دیا جائے۔ اگر مرتد کی سزا قتل ہوتی تو اس کے بار بار ایمان لانے اور پھر کفر اختیار کرنے کا سوال ہی پیدا نہ ہوتا۔

پس یہ زیادتی ہو گی اگر یہ کہا جائے کہ قرآن شریف میں مرتد کی سزا قتل ہے۔ قرآن شریف ہر ایک کو مذہب اختیار کرنے کی مکمل آزادی دیتا ہے۔

پس یہ تو واضح ہو گیا۔ اب دوسری بات یہ ہے کہ کسی مسلمان سے یہ توقع نہیں کی جاسکتی کہ وہ اہانت رسول اللہ ﷺ کا مرتکب ہو۔ اگر کوئی اپنی ناسمجھی میں ایسا کر دے تو کیا اس کو قتل کر دیا جائے یا کوڑے مارے جائیں یا سنگسار کر دیا جائے یا جیل بھیج دیا جائے!

اس کے لئے ہمیں آنحضرت ﷺ کی پاک زندگی کا نمونہ دیکھنا ہو گا۔ سب سے پہلے طائف کا واقعہ دیکھتے ہیں: شریروں نے، بدمعاشوں نے، کفار نے، ظالموں نے پتھر مار مار کر آپ کو لہولہان کر دیا۔ پہاڑوں کا فرشتہ آ کر کہتا ہے کہ اجازت ہو تو ان کو ملیا میٹ کر دوں۔ آپ فرماتے ہیں کہ نہیں شاید ان کی اولادیں ہی اسلام قبول کر لیں۔ آپ نے تو ان کے لئے دعا کی ہے۔ یہ تھا رحمۃ للعالمین کا اسوہ۔ کیا وہ توہین رسالت کے مرتکب نہ ہوئے تھے۔ کیوں پتھر مارنے کے ساتھ ساتھ وہ آپ کا تمسخر بھی کر رہے تھے۔ آپ پر آوازیں بھی کس رہے تھے۔

دوسرے حضرت عائشہ سے روایت ہے کہ آپ نے اپنے نفس کے لئے کبھی کسی سے انتقام نہیں لیا۔ انتقام انسان کب لیتا ہے؟ جب اس کی ہتک کی جائے اسے بے عزت کیا جائے تو آپ کا یہ عظیم خلق تھا کہ آپ نے کبھی کسی سے بھی انتقام نہیں لیا۔

خاکسار نے اس مضمون میں یہ واقعہ بھی لکھا ہے کہ ایک خاتون آپ پر گند پھینکتی تھی ایک دن وہ نظر نہ آئی آپ اس کے گھر چلے گئے کیونکہ وہ بیمار تھی۔ وہ خاتون تو ہتک رسول کی مرتکب ہوئی تھی ہر دن! لیکن آپ نے کیا نمونہ اختیار کیا۔

پھر صلح حدیبیہ کے موقع پر اگر واقعی کفار کو ہتک رسول کرنے پر سزا دینی ہوتی تھی تو آپ نے تو اس موقعہ پر کفار کی تمام شرائط کو قبول کر لیا۔ حتیٰ کہ اپنے ہاتھ سے ”رسول اللہ“ کا لفظ بھی اڑا دیا۔ کیا نَعُوْذُبِاللّٰہِ یہ ہتک رسول نہ تھی؟ کیا آپ رسول نہ تھے؟ 1500 صحابہ جانثاری کا نمونہ دکھانے کے لئے بے تاب تھے مگر آپ نے تو ایسا کچھ بھی نہ کیا منافقین کے سردار عبداللہ بن سلول سے آپ نے کیا سلوک فرمایا؟

آنحضرت ﷺ کو تو قرآن کریم کے اس حکم پر تعمیل کرنا تھا۔ فَاصْبِرْ عَلٰی مَا یَقُوْلُوْنَ وہ آپ کو مجنون، دیوانہ اور نہ جانے کیا کیا کہتے تھے۔ لیکن آپ نے صبر کیا اور کسی کو قتل کی سزا نہ دی اور دنیا کے لئے آپ ایک نمونہ بن گئے۔

پس جب آپ کو صبر کی تلقین ہے تو آپ کے ماننے والے کیسے بے صبری دکھائیں گے اور اگر خدانخواستہ کس سے آپ کی شان میں گستاخی ہو جائے تو اس پر دکھ، ملال، تکلیف، بے چینی، اضطراب اور گھبراہٹ تو ضرور ہو گی مگر ہم خدا کے رسول ﷺ کے نمونے کو نہیں چھوڑ سکتے۔ کیونکہ ہمیں یہی حکم ہے کہ آپ کے نمونہ کو اختیار کیا جائے۔

ڈیلی بلٹن

ڈیلی بلٹن نے اپنی اشاعت 18 دسمبر 2010ء صفحہ A14 پر ہمارے 25 ویں جلسہ سالانہ کی خبر شائع کی ہے کہ ”مسلمانوں کا کنونشن ہو رہا ہے“ اور پھر جلسہ سالانہ کی تفصیل دی ہے کہ مسلمانوں کا وہ گروہ جو کہتا ہے کہ ”محبت سب کے لئے نفرت کسی سے نہیں“ چینو میں اپنا سالانہ جلسہ منعقد کر رہا ہے جو کہ تین دن ہو گا۔ خواتین بھی اس موقعہ پر اپنا ایک علیحدہ اجلاس کریں گی۔ ہستی باری تعالیٰ، قرآن کریم اور بانی اسلام کے بارے میں تقاریر ہوں گی۔ امام شمشاد نے کہا ہے کہ جلسہ سالانہ کا مرکزی نقطہ یا موضوع مسلم فارپیس ہو گا تا کہ اسلام کے بارے میں لوگوں کی غلط فہمیوں کا ازالہ کیا جاسکے۔

ہفت روزہ نیویارک عوام

ہفت روزہ نیویارک عوام نے اپنی اشاعت 31 دسمبر 2010ء تا 6 جنوری 2011ء صفحہ 12 پر خاکسار کے مضمون توہین رسالت اور مرتد کی سزا کی قسط دوم خاکسار کی تصویر کے ساتھ شائع کی ہے۔ قسط اول کے مضمون کا خلاصہ اس سے قبل گزر چکا ہے۔ اس مضمون میں خاکسار نے مضمون کے بقیہ حصہ کو درج کیا ہے۔

ان احادیث کا ذکر ہے جن پر بعض مکتبہ فکر مرتد کی سزا قتل اور اہانت رسول کی سزا سنگساری یا موت کرتے ہیں۔ ایسے لوگ اگر قرآنی آیات اور سنت رسول یعنی اسوہ رسول کو اچھی طرح سمجھ لیتے تو پھر انہیں باقی واقعات کو سمجھنے میں آسانی ہو سکتی تھی۔ کیونکہ یہ تو نہیں ہو سکتا کہ قول قرآن اور فعل رسول میں نَعُوْذُبِاللّٰہِ کوئی تضاد ہو۔ قرآن مقدم ہے اس کے بعد سنت رسول ﷺ اور پھر احادیث نبویہ ﷺ۔

حدیث نبوی کی تشریح قرآنی آیات کی روشنی میں ہو گی۔ بعض لوگ قرآن کریم کے احکامات پر زیادتی کر جاتے ہیں وہ بھلا احادیث پر کیوں زیادتی نہ کریں گے۔

پہلی روایت یا حدیث۔ مولانا مودودی صاحب نے اپنے رسالہ ارتداد کی سزا اسلامی قانون میں صفحہ 15 پر ایک حدیث کا حوالہ درج کیا ہے۔ عبداللہ بن ابی سرح جو کاتب وحی تھے اسے شیطان نے پھسلا دیا۔ فتح مکہ پر آنحضرت ﷺ نے حکم دیا کہ اسے قتل کر دیا جائے۔ حضرت عثمان

نے اس کی سفارش کر دی اور اس طرح وہ بچ گیا۔ حالانکہ جس طرح یہ واقعہ پیش کیا گیا ہے ایسا نہیں ہے۔ آنحضرت ﷺ نے محض ارتداد کی وجہ سے کسی کو نہ قتل کیا اور نہ اس کے قتل کئے جانے کا حکم دیا۔

یہ شخص نہ صرف مرتد ہوا بلکہ اپنی شرارت میں بڑھ چکا تھا اور مسلمانوں کے خلاف محاربت میں شامل تھا۔

حضرت عثمان نے کیوں ان کی معافی کرائی اور پناہ دی کیا آپ کو پتہ نہیں تھا کہ مرتد کی سزا قتل ہے؟ ایسے شخص کو پناہ دینا ہی بہت بڑا جرم تھا اور پھر آنحضرت ﷺ نے حضرت عثمان کو یہ نہیں فرمایا کہ عثمان یہ تم کیا کہہ رہے ہو؟

تمہیں علم نہیں کہ یہ خدا کی حدود ہیں اور خدا کی حدود میں کسی قسم کی کوئی رعایت نہیں ہے۔ جیسا کہ آنحضرت ﷺ نے ایک چوری کرنے والی خاتون کے بارے میں اسامہ کو جواب دیا تھا۔

خاکسار نے اس ضمن میں قریباً دس (مرد و خواتین) کا ذکر کیا ہے کہ انہیں صرف مرتد ہونے کی بنا پر سزا نہیں ہوئی تھی نہ سزا دی گئی تھی۔

کیونکہ یہ قرآنی منشاء کے خلاف ہے لَآ اِكْرَاهَ فِي الدِّيْنِ ان کے اور بہت سے گھناؤنے جرم تھے جس کی وجہ سے انہیں سزا دی گئی اور بعض کو معاف بھی کر دیا گیا۔ اگرچہ اس فہرست میں مرتد بھی شامل ہیں لیکن ارتداد کی وجہ ان کے لئے قتل کی سزا نہیں ہے۔ افسوس ہے کہ بعض لوگوں نے صرف قتل کرنے کے شوق میں بعض ضعیف روایت کا سہارا لیا ہے اور حد سے گزر گئے۔ پس آنحضرت ﷺ کی زندگی میں کوئی ایک بھی واقعہ ایسا نہیں ثابت ہوتا کہ محض کسی کو ارتداد کی وجہ سے قتل کر دیا گیا ہو۔ اگر کسی کو (جو مرتد ہوا تھا) سزا دی گئی ہے تو وہ اس کے دوسرے جرموں کی وجہ سے تھا۔

ہفت روزہ پاکستان ایکسپریس

ہفت روزہ پاکستان ایکسپریس ہفت روزہ پاکستان ایکسپریس نے اپنی اشاعت 31 دسمبر 2010ء صفحہ 13 پر خاکسار کا مضمون بعنوان ’’مرتد کی سزا قرآن و حدیث کی روشنی میں‘‘ قسط اول خاکسار کی تصویر کے ساتھ شائع کی ہے۔

اس مضمون کا خلاصہ دوسرے اخبار کی اشاعت کی تفصیل میں آچکا ہے۔

نوٹ: یہ محض اللہ تعالیٰ کا خاص فضل واحسان ہے کہ ان پاکستانی اخبارات (اردو) جو امریکہ کے مختلف شہروں سے شائع ہوتے ہیں میں جماعت احمدیہ کا نقطہ نگاہ جو عین قرآن کریم کے احکامات، سنت رسول اللہ ﷺ اور آپ کی تعلیمات کے مطابق ہیں کو شائع کرانے کی توفیق ملی اور بہت سے اردو دان طبقہ نے اس کو سراہا لیکن نیویارک میں خصوصاً علماء اور ان کے ماننے والوں نے اس کی سخت مخالفت بھی کی لیکن حق ہمیشہ بالا ہی رہا ہے۔ فَالْحَمْدُ لِلّٰهِ عَلٰی ذٰلِكَ۔

اب ہم سال 2011ء میں داخل ہوتے ہیں۔ اس سال میں بھی خدا تعالیٰ کے فضل سے پیغام حق کے پہنچانے میں پریس اور میڈیا نے بہت تعاون کیا۔ (اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ)

ویسٹ سائڈ سٹوری نیوز

ویسٹ سائڈ سٹوری نیوز نے اپنی اشاعت 6 جنوری 2011ء میں اس عنوان سے خبر دی:۔

پاکستانی گورنر تاثیر جو اقلیتوں کے مددگار تھے، کے بہیمانہ قتل پر امریکن مسلمان غمزدہ اور افسردہ ہیں۔

خبر کی تفصیل میں بتایا گیا ہے کہ پاکستان کے پنجاب کے گورنر سلمان تاثیر کو انہی کے باڈی گارڈ نے قتل کر دیا ہے۔ باڈی گارڈ نے یہ قتل اس لئے کیا کہ سلمان تاثیر نے اقلیتوں کے ساتھ ہمدردی کا اظہار کیا تھا۔ جس میں خصوصیت کے ساتھ آسیہ بی بی ہیں۔ آسیہ بی بی پر یہ الزام تھا کہ اس نے توہین رسالت کی ہے۔ جب کہ آسیہ بی بی نے اس سے انکار کیا۔ لیکن عدالت نے انہیں سزائے موت سنائی۔ گورنر سلمان تاثیر نے پاکستان کے صدر جناب آصف علی زرداری صاحب سے ان کی معافی کی درخواست کی تھی۔ نیز بتایا کہ پاکستان میں ایک ایسا قانون ہے جس کی وجہ سے اقلیتوں کو بے شمار مشکلات کا سامنا ہے۔ ان اقلیتوں میں شیعہ، عیسائی، سکھ، ہندو اور احمدی مسلمان بھی شامل ہیں۔

اخبار نے گذشتہ سال 2010ء میں لاہور میں ہماری احمدیہ مساجد پر حملہ کا بھی ذکر کیا کہ اس میں 100 سے زائد افراد مارے گئے اور اسّی سے زائد زخمی بھی ہوئے۔ اخبار نے لکھا کہ پاکستان کے یہ گورنر واحد شخص ہیں جنہوں نے اس موقعہ پر اظہار ہمدردی کیا۔ اور سلمان تاثیر نے ہسپتال جا کر زخمیوں کی عیادت بھی کی اور ایک بیان میں یہ بھی کہا کہ ’’احمدی مسلمان ہمارے بہن بھائی ہیں‘‘ اس موقعہ پر انسانی ہمدردی کے ناطے پر بین الاقوامی طور پر اُن کی بہت پذیرائی ہوئی۔ لیکن اندرونِ ملک بہت سے متشدد طبقہ نے اُن کے قتل کئے جانے کا اعلان بھی کیا۔

مکرم ڈاکٹر نسیم رحمت اللہ صاحب نائب امیر امریکہ نے اس موقعہ پر ایک بیان جاری کیا ہے جس میں کہا گیا ہے کہ ’’انسانی زندگی ایک مقدس امانت ہے اور یہ اسلامی تعلیم ہے۔ اسلام میں توہین مذہب پر اس قسم کی کوئی سزا نہیں ہے۔‘‘

لوکل جماعت کیلی فورنیا میں مسجد بیت الحمید کے امام سید شمشاد ناصر نے گورنر پاکستان سلمان تاثیر کے قتل پر افسوس کا اظہار کرتے ہوئے اس کی مذمت کی ہے اور متاثرہ افراد اور خاندان کے ساتھ تعزیت کی ہے۔ انہوں نے کہا کہ ’’سلمان تاثیر ایک نڈر شخص تھے جو آمریت اور تشدّد کے خلاف آواز بلند کرتے تھے۔‘‘

امام شمشاد ناصر نے مزید کہا کہ ’’ہمیں برداشت کا مادہ اختیار کرنا چاہیئے اور اس قسم کے قانون کو ختم کرنا چاہیئے۔ کیوں محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) اور قرآن پاک میں برداشت کی اور مذہبی آزادی کی تعلیم ہے۔ انہوں نے مزید کہا کہ مذہبی انتہاپسندی، دہشت گردی اور دوسرے کی جان لینا اسلامی تعلیمات کے بالکل برعکس ہے۔ اسلام میں ان چیزوں کی قطعاً گنجائش نہیں ہے۔‘‘

ایشیا ٹربیون

ایشیا ٹربیون نے اپنی اشاعت 7 جنوری 2011ء کے صفحہ 5 پر پورے صفحہ پر ہمارے جلسہ سالانہ ویسٹ کوسٹ کی خبر 12 تصاویر کے ساتھ شائع کی ہے۔ خبر کا عنوان ہے: ’’جماعت احمدیہ امریکہ ویسٹ کوسٹ کا تین روزہ جلسہ سالانہ۔‘‘

جلسہ میں امریکہ کی 35 جماعتوں سے 1300احباب نے شرکت کی۔ تصاویر میں ایک تصویر نائب امیر ڈاکٹر نسیم رحمت اللہ صاحب کی، ایک تصویر مولانا نسیم مہدی صاحب مشنری انچارج امریکہ کی، ایک تصویر ڈاکٹر ظہیر الدین منصور احمد سیکرٹری نیشنل تعلیم القرآن کی۔ 4 تصاویر سامعین جلسہ کی، ایک تصویر سٹیج پر بیٹھے ہوئے افراد اور مکرم مولانا نسیم مہدی صاحب کی تقریر کرتے ہوئے، ایک تصویر میں احباب جماعت آپس میں گفتگو کرتے ہوئے اور ایک تصویر میں خاکسار تقریر کرتے ہوئے۔ دوسری تصویر میں خاکسار دوران تقریر ہاتھ میں ’’مسلم فار پیس‘‘ کا پمفلٹ دکھاتے ہوئے، ایک تصویر میں ایک خادم تقریر کرتے ہوئے دکھائے ہیں۔ خبر کے نیچے لکھا ہے کہ مزید معلومات کے لئے امام شمشاد ناصر سے رابطہ کریں۔ مسجد بیت الحمید کا ایڈریس اور فون نمبر دیا گیا ہے۔ خبر کا متن یوں ہے:

جماعت احمدیہ امریکہ ویسٹ کوسٹ کا 25واں تین روزہ جلسہ سالانہ کرسمس کی تعطیلات 24 تا 26 دسمبر کو چینو میں منعقد ہوا۔ جلسہ میں امریکہ کی 35 جماعتوں سے 1300 احباب جماعت نے شرکت کی۔ بعض قریبی ممالک سے بھی احباب شامل ہوئے۔ جلسہ کا آغاز 24 دسمبر کو مسجد بیت الحمید میں نماز جمعہ کی ادائیگی کے ساتھ ہوا۔ ساؤتھ ویسٹ ریجن کے امام شمشاد ناصر نے خطبہ جمعہ دیا۔ اس جلسہ کا مرکزی موضوع مسلم فار پیس اور مسلم فار لائلٹی تھا۔ جلسہ کے پہلے دن کی صدارت مکرم ڈاکٹر حمید الرحمان صاحب نائب امیر امریکہ نے کی۔ انہوں نے اپنی افتتاحی تقریر میں جلسہ کی غرض وغایت اور اہمیت پر روشنی ڈالی۔ اور جلسہ میں شرکت کرنے پر مہمانوں کو خوش آمدید اور شکریہ کہا۔

جلسہ سالانہ میں روحانی اور علمی موضوعات پر متعدد تقاریر کی گئیں جن میں ’’قرآنی رہنمائی اور اصلاح کا بہترین ذریعہ‘‘ حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم امن کے داعی اور بچوں کی اسلامی تربیت اور والدین کی ذمہ داریاں جیسے موضوعات پر تھیں۔ جماعت احمدیہ کی خواتین (لجنہ اماء اللہ) کا بھی ایک علیحدہ سیشن ہوا۔ جس میں خواتین کے حوالے سے تقاریر کی گئیں جن کے موضوعات خانگی حالات میں خواتین کا کردار، ایک خدا پر ایمان لانے کی اہمیت، آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم ہمارے لئے بہترین اسوہ ہیں۔ جلسہ کے موقع پر بک سٹال بھی لگایا گیا تھا۔ نیز جلسہ کے تینوں دن لنگر خانہ حضرت مسیح موعودؑ سے احباب کے لئے کھانا تیار کیا گیا۔

ہفت روزہ نیو یارک عوام

ہفت روزہ نیو یارک عوام نے اپنی اشاعت 7/ جنوری 2011ء کے صفحہ 1 پر خاکسار کا مضمون بعنوان ’’سال نو کا تحفہ۔ اَلسَّلَامُ عَلَيْكُمْ وَرَحْمَةُ اللّٰهِ وَبَرَكَاتُهٗ‘‘ خصوصی مضمون کے تحت خاکسار کی تصویر کے ساتھ شائع کیا۔ اس مضمون میں خاکسار نے بتایا کہ ہم نئے سال 2011ء میں داخل ہوئے ہیں۔ ہماری دلی دعا ہے کہ یہ سال ہم سب کے لئے بہت بابرکت ہو۔ خدا اس سال کو سب کے لئے پیار، محبت اور امن والا بنا دے۔ ہر ایک کے دکھ دور ہوں۔ ہر ایک کی تکلیف آسان ہو۔ ہر ایک کی نیک تمناپوری ہو اور ہر ایک کو امن نصیب ہو۔ ہر ایک دل میں خدا اپنی محبت ڈال دے، خدا کے سوا کسی اور کا خوف دامنگیر نہ ہو۔ ہر ایک کو خدا اپنا بندہ بنالے اور شیطان کے پنجہ سے رہائی دے۔ دجال کے رعب سے سب بچ جائیں، خدا ہر ایک کو دجال کی چالاکیوں اور دھوکہ بازیوں سے محفوظ رکھے۔ ہم الٰہی وعدہ سے ہر ایک کو بلاتخصیص سال نو تحفہ، جو ہمارے پیارے آقا آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم ہر ایک کو مسکراتے چہرہ سے عنایت فرماتے تھے ’’اَلسَّلَامُ عَلَيْكُمْ وَرَحْمَةُ اللّٰهِ وَبَرَكَاتُهٗ‘‘ دیتے ہیں۔

اس کے بعد خاکسار نے السلام علیکم کی اہمیت احادیث کی روشنی میں بیان کی کہ صحابہ بازاروں میں صرف ایک دوسرے پر سلامتی کا تحفہ بھیجنے کے لئے نکل جاتے تھے۔ یہ امن کا حقیقی معاشرہ تھا۔ اب تو مسلمان کو مسلمان سے ڈر لگتا ہے۔ پاکستان کے گلی کوچوں میں مسلمان مسلمان کو قتل کرنے کے درپے ہے۔ مارنے والا بھی غازی اور قتل ہونے والا بھی شہید، ہر دو کلمہ گو ہیں۔

ہم کیسے ہر ایک کو دوسرے کے ساتھ پیار اور محبت والا اور امن بانٹنے والا بنائیں؟ جواب تو ہر ایک جانتا ہے مگر اس پر عمل کرنا بہت مشکل ہے۔ جواب یہ ہے کہ معاشرہ میں عدل اور انصاف کے ذریعہ۔ عدل کے نام پر خون نہ کریں۔ عدل کے ترازو میں ہر ایک کو برابر تولیں۔ یہ نہ ہو کہ اپنے لئے تو عدل کا پیمانہ اور ہو اور غیر کے لئے پیمانہ بدل جائے۔ اس پر قرآن کریم کی آیت 91 جو سورۃ النحل کی ہے لکھی گئی ہے کہ اللہ عدل اور احسان کا حکم دیتا ہے۔ پھر فرمایا کہ صلح کرو اور انصاف کرو۔ یقیناً اللہ

انصاف کرنے والوں کو پسند کرتا ہے۔قرآن کی تعلیم کے مطابق تو ہمیں دشمن سے بھی انسان کرنا چاہیئے۔ کیا کوئی بتا سکتا ہے کہ کسی اور مذہب نے بھی دشمن کے ساتھ عدل و انصاف کی ایسی تعلیم دی ہے جیسی قرآن کریم نے! لیکن اس تعلیم سے مسلمان کہلانے والے بالکل غافل ہیں۔خصوصاً پاکستان میں تو عدل و انصاف کا گویا نام ہی نہیں ہے۔ ایسا ملک جس کے باشندے مسلمان کہلاتے ہیں رسول پاک (صلی اللہ علیہ وسلم) کے نام اور حرمت پر مٹ مرتے ہیں لیکن ان میں اتنی کرپشن، اتنی بے ایمانی، رشوت، جھوٹ پایا جاتا ہے کہ کافروں کا معاشرہ بھی اس کے سامنے شرمسار ہوجاتا ہے بلکہ کافر ملک انہیں اپنے ملک میں آنے سے پہلے کئی مرتبہ سوچتے ہیں کہ انہیں ویزہ دیا جائے یا نہیں؟ خاکسار نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی جو حدیث بیان کی ہے جس میں آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ قیامت کے دن سات اشخاص ایسے ہوں گے جن پر اللہ کی رحمت کا سایہ ہوگا۔ اور ان میں ایک اور پہلے نمبر پر ''امام عادل'' ہے یعنی ایسا حاکم جو اپنی رعایا سے بلا تمیز و تفریق انصاف کرے۔یعنی اس کے نزدیک شیعہ، سنی، احمدی، عیسائی، سکھ، ہندو سب برابر ہوں۔ ریاست کے شہری ہونے کے لحاظ سے ہر ایک سے مساویانہ سلوک کرے۔

آپ کو یاد ہوگا کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک موقعہ پر جب ایک مسلمان اور یہودی کے درمیان تنازعہ تھا۔ یہودی کے حق میں فیصلہ دیا تھا۔ خاکسار نے آخر میں حضرت اقدس مسیح موعودؑ کی تعلیم کا ایک حصہ درج کیا ہے۔ جو کشتیٔ نوح سے ہے۔

''اس کے بندوں پر رحم کرو اور اُن پر زبان یا ہاتھ یا کسی تدبیر سے ظلم نہ کرو اور مخلوق کی بھلائی کے لئے کوشش کرتے رہو...... تم آپس میں جلد صلح کرو اور اپنے بھائیوں کے گناہ بخشو......... بدکار خدا کا قرب حاصل نہیں کرسکتا۔متکبر اس کا قرب حاصل نہیں کرسکتا۔ ظالم اس کا قرب حاصل نہیں کرسکتا۔ خائن اس کا قرب حاصل نہیں کرسکتا۔ اور ہر ایک جو اس کے نام کیلئے غیرت مند نہیں اس کا قرب حاصل نہیں کرسکتا...... نوع انسان کے لئے زمین پر اب کوئی کتاب نہیں مگر قرآن اور تمام آدم زادوں کے لئے اب کوئی رسول اور شفیع نہیں مگر محمد مصطفی صلی اللہ علیہ وسلم۔سو تم کوشش کرو کہ سچی محبت اس جاہ وجلال کے نبی کے ساتھ رکھو اور اُس کے غیر کو اُس پر کسی نوع کی بڑائی مت دو تا آسمان پر تم نجات یافتہ لکھے جاؤ۔''

(ہماری تعلیم، کشتیٔ نوح)

انڈیا پوسٹ نے اپنی اشاعت 7 جنوری 2011ء میں صفحہ 23 پر خاکسار کا ایک مضمون انگریزی زبان میں اس عنوان سے شائع کیا ہے۔

''If Jesus Visited Pakistan''

کہ اگر عیسیٰؑ پاکستان کا وزٹ کریں۔تو پھر ان کے ساتھ کیا ہوگا۔

خاکسار نے مضمون کے شروع میں لکھا کہ اگر مسیح علیہ السلام آج مسلمانوں اور عیسائیوں کے عقیدہ کے مطابق آسمان سے نازل ہوں جائیں اور وہ پاکستان جانا چاہئیں تو ان کے ساتھ کیا سلوک ہوگا۔کیا ان کا گرمجوشی سے والہانہ استقبال ہوگا یا انہیں فوراً قید کر کے جیل بھیج دیا جائے گا؟

یہ میں ایسا کیوں لکھ رہا ہوں۔کیونکہ پاکستان کا قانون کہتا ہے کہ اب اگر کوئی نبی ہونے، مصلح ہونے، ریفارمر ہونے کا دعویٰ کرے گا تو اس کے ساتھ ایسا ہی کیا جائے گا۔ 1974ء میں مسلمان طبقہ کے پریشر کی وجہ سے حکومت پاکستان کی قومی اسمبلی نے یہ قانون پاس کیا تھا کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد اگر کوئی شخص اپنے آپ کو نبی، رسول، مصلح وغیرہ کہتا ہے تو اس کو قید کر کے جیل خانہ بھیج دیا جائے گا۔ پھر 1984ء میں جنرل ضیاء ڈکٹیٹر نے اس قانون میں مزید ترمیمات کیں اور خاص طور پر یہ قانون احمدیہ مسلم کمیونٹی کے خلاف بنایا گیا۔ یہ قانون سراسر بے انصافی پر مبنی ہے کیونکہ دنیا کی کسی پاور اور حکومت کو اللہ نے یہ اختیار دیا ہی نہیں کہ وہ کسی کے ایمان کا فیصلہ کرے یا کسی کے ایمان میں دخل اندازی کرے۔ اور اس قانون کے نتیجہ میں پاکستان میں اقلیتیں اپنے بنیادی حقوق سے محروم کر دی گئی ہیں۔ بلکہ اس قانون کی آڑ میں بعض لوگ دوسرے پر محض الزام لگا کر اپنے حسد اور کینہ کی وجہ سے دشمنی کا اظہار کرتے ہیں اور اسے جیل بھجوانے میں کامیاب ہوجاتے ہیں۔ بلکہ ایسا ہوا ہے اور ہو رہا ہے اور ہوتا رہے گا جب تک یہ قانون ہے۔ ایک شخص دوسرے پر جھوٹا الزام لگا کر کہ یہ احمدی ہے یا اس نے توہین مذہب اور توہین رسالت کی ہے اس کی زمین اور جائیداد پر بھی قبضہ کر لیتے ہیں۔ حالانکہ ایسا قانون بناتے وقت انہوں نے یہ بات بالکل نہیں سوچی کہ ان کا اپنا ہی یہ عقیدہ ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد امام مہدی نے آنا ہے اور حضرت عیسیٰ علیہ السلام نے بھی آنا ہے۔تو کیا یہ مصلح یا ریفارمر نہ ہوں گے (حالانکہ آنے والے عیسیٰ کو تو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک حدیث میں 4 دفعہ نبی اللہ کے نام سے پکارا ہے) پھر ایک اور نکتہ یاد رکھنے کے قابل یہ ہے کہ جب حضرت عیسیٰؑ آئیں گے۔ اگر ان کے پاس دنیا کی اصلاح کے لئے اللہ تعالیٰ کی طرف سے کوئی اتھارٹی (نبی یا مصلح یا ریفارمر) والی نہ ہوگی تو وہ اپنے فرائض منصبی کس طرح ادا کریں گے۔ وہ تبلیغ کس حیثیت سے کریں گے؟

قرآن کریم نے تو انہیں (سورہ آل عمرآن آیت 50) کے مطابق نبی کے نام سے یاد کیا ہے۔تو جب وہ آئیں گے تو قرآن تو انہیں نبی کے نام سے پکارے گا۔ اور مسلمان سکالر کس نام سے پکاریں گے۔ اگر نبی کے نام سے تو پھر پاکستان کا قانون کیا کہتا ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد کسی کو نبی یا ریفارمر تسلیم نہیں کیا جاسکتا۔ پھر ایک اور بات بھی یاد رکھنے والی ہے کہ قرآن مجید سے قطعاً اس بات کا ثبوت نہیں ملتا کہ حضرت عیسیٰؑ اس جسم عنصری کے ساتھ آسمان پر اٹھائے گئے ہیں۔ اور پھر اس کا بھی کوئی ثبوت نہیں ہے کہ وہ آسمان سے ہی اس مادی جسم کے ساتھ اتریں گے۔

جماعت احمدیہ کا عقیدہ یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ نے آپ کو (لعنتی موت) سے بچایا (جو بائیبل کہتی ہے) اور جب انہیں صلیب پر لٹکایا گیا تو وہ بے ہوش ہوگئے۔ اور سپاہیوں نے انہیں اتار کر ان کے حواریوں کے حوالے کیا۔ اور صحت یاب ہونے پر وہ کشمیر گئے۔ جہاں انہوں نے اسرائیل کے گھرانے کی بھیڑوں کو تبلیغ کی۔

پاکستان میں جو یہ قانون بنایا گیا ہے اس کی وجہ سے گزشتہ سال 28 مئی 2010ء کو لاہور میں جماعت احمدیہ کی 2 بڑی مساجد پر حملہ کیا گیا جس میں 80 سے زائد لوگ موقعہ پر ہی مارے گئے اور سو سے زیادہ زخمی ہوئے اور یہ سب اس قانون کی وجہ سے ہے جو 1974ء اور پھر 1984ء میں جماعت احمدیہ کے خلاف بنا۔

میں تمام امریکنوں سے درخواست کرتا ہوں کہ اگر آپ کے عقیدہ کے مطابق حضرت عیسیٰ آ بھی جائیں گے تو خدارا انہیں پاکستان کے وزٹ پرمٹ بھیجیں۔ انہیں وہاں گرفتار کرلیا جائے گا یا موت کے گھاٹ اتار دیا جائے گا۔

(باقی آئندہ بدھ ان شاءاللہ)

مرسلہ: درثمین احمد۔ جرمنی

بزم ناصرات

تاجر اور قاضی

حضرت مصلح موعودؓ فرماتے ہیں کہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام اللہ تعالیٰ ایک تاجر کی مثال بیان کیا کرتے تھے کہ ''ایک دفعہ ایک تاجر نے ایک بڑی رقم اپنے شہر کے قاضی کو امانت کے طور پر رکھوائی کیونکہ وہ سفر پر جارہا تھا اور سفر سے واپسی پر لے لوں گا۔ جب واپس آیا اور اپنی رقم کی تھیلی مانگی تو قاضی صاحب نے صاف انکار کر دیا۔ کہ میں نے کوئی امانت نہیں رکھی اور نہ میں امانتیں رکھا کرتا ہوں۔ کیسی تھیلی اور کیسی امانت؟ تاجر نے بہت سی نشانیاں بتائیں لیکن قاضی انکاری تھا کہ میں نے کہہ دیا ہے کہ میں امانتیں رکھا ہی نہیں کرتا۔ اس پر تاجر پریشان ہوا۔ آخر اُسے کسی نے بتایا کہ بادشاہ فلاں دن اپنا دربار لگاتا ہے اور ہر شخص کی پہنچ اُس تک ہوتی ہے۔تم بھی جا کر اپنا معاملہ پیش کرو۔ اُس نے ایسا ہی کیا۔ مگر اُس کے پاس ثبوت کوئی نہیں تھا اس لئے بادشاہ نے کہا کہ بغیر ثبوت کے تو قاضی کو پکڑا نہیں جاسکتا۔ ہاں بادشاہ نے خود ہی ایک صورت بتائی کہ فلاں دن میری سواری اور جلوس نکلے گا اور شہر میں جائے گا۔تم اُس دن قاضی کے قریب کھڑے ہو جانا کیونکہ سڑک پہ بڑے بڑے لوگ استقبال کے لئے موجود ہوتے ہیں۔ میں جب آؤں گا تو تم سے بے تکلفی سے باتیں کروں گا۔تم بھی ایسے ظاہر کرنا جیسے تم میرے دوست ہو اور ڈرنا نہیں کہ میں بادشاہ ہوں۔تم سے میں پوچھوں گا کہ بڑے عرصے سے ملے نہیں۔ تو تم بتانا کہ میں سفر پر گیا ہوا تھا پھر واپس آیا تو ایک شخص کے پاس امانت رکھی ہوئی تھی وصولی کی کوشش میں ہوں اُس کا جھگڑا چل رہا ہے۔ بادشاہ نے کہا تھا کہ اس پر مَیں تمہیں وہیں قاضی کے سامنے ہی کہوں گا کہ اس جھگڑے کے حل کے لئے میرے پاس تم آجاتے۔ پھر تم کہنا کہ اگر حل نہ نکلا تو میں آپ کے پاس آؤں گا۔ چنانچہ اس دن جب بادشاہ آیا اس تاجر نے ایسا ہی کیا اور بادشاہ کے ساتھ سوال جواب ہوئے۔قاضی بھی بادشاہ کے استقبال کے لئے موجود تھا اور کھڑا یہ باتیں سُن رہا تھا جب بادشاہ کی سواری آگے چلی گئی تو قاضی صاحب تاجر کے پاس آئے اور کہنے لگے کہ تم ایک دن میرے پاس آئے تھے اور کسی امانت کا ذکر کیا تھا میرا حافظہ کمزور ہے کچھ نشانیاں بتاؤ تو تاجر نے وہی نشانیاں جو پہلے بتائی تھیں دوبارہ بتا دیں۔

اب چونکہ قاضی بادشاہ کا رویہ تاجر کے ساتھ دیکھ چکا تھا تو فوراً بولا کہ یہ نشانیاں پہلے کیوں نہیں بتائیں۔ امانت میرے پاس محفوظ ہے ابھی لا کر دیتا ہوں۔

جی ہاں بچو! جب ایک دنیاوی بادشاہ جس کو محدود طاقت ہے اُس کی دوستی انسان کو یہ مقام دے سکتی ہے کہ بڑے بڑے لوگ اُس سے ڈرتے ہیں تو یہ کس طرح ممکن ہے کہ خدا تعالیٰ کی دوستی کسی کو حاصل ہو تو دُنیا اُس کے قدموں میں نہ گر جائے پس اللہ تعالیٰ سے محبت کر کے انسان تمام دُنیا کو حاصل کرسکتا ہے۔

(خطبہ جمعہ 24/اپریل 2015ء)

مولانا عطاء المجیب راشد۔ امام مسجد فضل لندن

حاصل مطالعہ

حضرت مسیح موعودؑ کے پرحکمت کلمات کا انتخاب

قسط 14

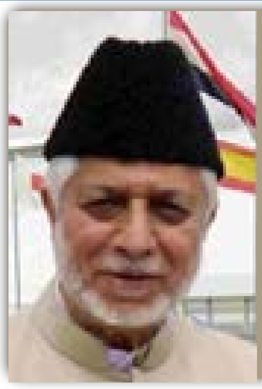

1۔ اپنی زبان پر حکومت کرو نہ یہ کہ زبانیں تم پر حکومت کریں۔

(جلد دوم حصہ ششم صفحہ 118)

2۔ جھوٹ بھی ایک بت ہے جس پر بھروسہ کرنے والا خدا کا بھروسہ چھوڑ دیتا ہے۔ سو جھوٹ بولنے سے خدا بھی ہاتھ سے جاتا ہے۔

(جلد دوم حصہ ششم صفحہ 118)

3۔ خدا کا قرب تب حاصل ہوتا ہے کہ جب تمام نفسانی قویٰ اور نفسانی جنبشوں پر موت آ جائے۔

(جلد دوم حصہ چہارم صفحہ 139)

4۔ گناہ کے دور کرنے کا علاج صرف خدا کی محبت اور عشق ہے۔

(جلد دوم حصہ چہارم صفحہ 142)

5۔ قرآن شریف سے ثابت ہوتا ہے کہ شادی کے تین فائدے ہیں۔ ایک عفت اور پرہیز گاری۔ دوسری حفظِ صحت۔ تیسری اولاد

(جلد دوم حصہ چہارم صفحہ 22)

6۔ نذیر کا لفظ اُسی مرسَل کے لئے خدا تعالیٰ استعمال کرتا ہے جس کی تائید میں یہ مقدر ہوتا ہے کہ اس کے منکروں پر کوئی عذاب نازل ہوگا۔

(جلد دوم حصہ چہارم صفحہ 30)

7۔ جو شخص ہمدردی کو چھوڑتا ہے وہ دین کو چھوڑتا ہے۔

(جلد دوم حصہ چہارم صفحہ 34)

8۔ خدا کی عادت ہے کہ ہر نشان میں ایک پہلو اخفا کا رکھتا ہے۔

(جلد دوم حصہ چہارم صفحہ 106)

9۔ آنحضرت ﷺ کی ذات پاک باعتبار اپنی صفات اور کمالات کے مجموعہ انبیاء تھی۔

(جلد دوم حصہ چہارم صفحہ 111)

10۔ ابصار پر وہ آپ ہی روشنی ڈالے تو ڈالے۔ ابصار کی مجال نہیں ہے کہ خود اپنی قوت سے اسے شناخت کر لیں۔

(جلد دوم حصہ چہارم صفحہ 122)

11۔ سُوَر کا کھانا تو بحالت اضطرار جائز رکھا ہے ...... مگر سود کے لئے نہیں فرمایا کہ بحالتِ اضطرار جائز ہے۔

(جلد دوم حصہ چہارم صفحہ 130 نیز حصہ پنجم صفحہ 179)

12۔ اخلاق پر غذاؤں کا اثر ہے۔

(جلد دوم حصہ چہارم صفحہ 160)

13۔ تمام مومنوں اور رسولوں اور نبیوں کا مرنے کے بعد رفع روحانی ہوتا ہے۔

(جلد دوم حصہ چہارم صفحہ 163)

14۔ خدا کی طرف جانے کا نام رفع ہے اور شیطان کی طرف جانے کا نام لعنت ہے۔

(جلد دوم حصہ چہارم صفحہ 165)

15۔ جو لوگ دین کے لئے سچا جوش رکھتے ہیں ان کی عمر بڑھائی جاوے گی۔

(جلد دوم حصہ پنجم صفحہ 88)

16۔ انسان کی روحانی زندگی استغفار سے ہے۔

(جلد دوم حصہ پنجم صفحہ 108)

17۔ ہر ایک مامور من اللہ کو وسعت معلومات بھی زمانہ کی ضرورت کے موافق دی جاتی ہے۔

(جلد دوم حصہ پنجم صفحہ 126)

18۔ مجرم وہ ہے جو اپنی زندگی میں خدائے تعالیٰ سے اپنا تعلق کاٹ لیوے۔

(جلد دوم حصہ ششم صفحہ 34)

19۔ جیسا خدا بے حد ہے ایسا ہی اس کا علم بھی بے حد ہے۔

(جلد دوم حصہ ششم صفحہ 38)

20۔ سنت اللہ یہی ہے کہ ائمۃ الکفر اخیر میں پکڑے جایا کرتے ہیں۔

(جلد دوم حصہ ششم صفحہ 66)

21۔ اب تو دلوں کو فتح کرنے کا وقت ہے اور یہ بات جبر سے نہیں ہو سکتی۔

(جلد دوم حصہ ششم صفحہ 138)

22۔ سچے خدا کا ماننے والا کسی مجلس میں شرمندہ نہیں ہو سکتا اور نہ خدا کے سامنے شرمندہ ہوگا۔

(جلد دوم حصہ ششم صفحہ 157)

23۔ اسلام احمدی ہے اور احمدی اسلام ہے..... خدا تعالیٰ کے نزدیک جو مسلمان ہیں وہ احمدی ہیں۔

(جلد دوم حصہ ششم صفحہ 159)

24۔ نجات کی جڑ معرفت ہے۔

(جلد دوم حصہ ششم صفحہ 406)

25۔ ابتلاؤں کے آنے میں ایک سرّ یہ بھی ہوتا ہے کہ دعا کے لئے جوش بڑھتا ہے۔

(جلد دوم حصہ ششم صفحہ 410)

26۔ خدا کی محبت، اسی کا خوف، اسی کی یاد میں دل لگا رہنے کا نام نماز اور یہی دین ہے۔

(جلد دوم حصہ ششم صفحہ 423)

27۔ وہ کامل حیات جو اس سفلی دنیا کے چھوڑنے کے بعد ملتی ہے۔ وہ جسم خاکی کی حیات نہیں بلکہ اور رنگ اور شان کی حیات ہے۔

(جلد دوم حصہ ششم صفحہ 435)

28۔ یہی کام ہے جس کے لئے خدا نے مجھے مامور کیا ہے تا کہ میں دنیا کو دکھلا دوں کہ کس طرح پر انسان اللہ تعالیٰ تک پہنچ سکتا ہے۔

(جلد دوم حصہ ششم صفحہ 439)

29۔ میں کہتا ہوں کہ دعا جیسی کوئی چیز نہیں۔

(جلد دوم حصہ ششم صفحہ 441)

30۔ صدق اور وفا سے خدا تعالیٰ کو طلب کرنا موجب فتحیابی ہے۔

(جلد دوم حصہ ششم صفحہ 443)

31۔ یاد رکھنا چاہیئے کہ ایمان بغیر اعمال کے ایسا ہے جیسے کوئی باغ بغیر انہار کے۔

(جلد دوم حصہ ششم صفحہ 443)

32۔ خدا تعالیٰ مغز اور حقیقت کو چاہتا ہے رسم اور نام کو پسند نہیں کرتا۔

(جلد دوم حصہ ششم صفحہ 444)

33۔ خدا بھی بے نیاز ہو جاتا ہے اس شخص سے جو خدا سے لاپرواہی کرتا ہے۔

(جلد دوم حصہ ششم صفحہ 445)

34۔ انسان کی فطرت میں رجوع الی اللہ اور اقرارِ وحدانیّت کا تخم بویا گیا۔

(جلد سوم حصہ ہفتم صفحہ 6)

35۔ انسان کی بناوٹ جس مذہب کو چاہتی ہے وہ اسلام ہے۔

(جلد سوم حصہ ہفتم صفحہ 14)

36۔ بہشتی زندگی والا انسان خدا تعالیٰ کی یاد سے ہر وقت لذت پاتا ہے۔

(جلد سوم حصہ ہفتم صفحہ 317)

37۔ انسان اپنی باتوں سے ایسا ہی پہچانا جاتا ہے جیسا کہ درخت اپنے پھلوں سے۔

(جلد سوم حصہ ہفتم صفحہ 364)

38۔ بلا شبہ یہ نہایت اعلیٰ درجہ کا تقویٰ ہے کہ قبل از خطرات خطرات سے محفوظ رہنے کی تدبیر بطور حفظِ ماتقدم کی جائے۔

(جلد سوم حصہ ہفتم صفحہ 367)

39۔ اصل مدعا انسان کی زندگی کا خدا تعالیٰ کی پرستش اور خدا تعالیٰ کی معرفت اور خدا تعالیٰ کے لئے ہو جانا ہے۔

(جلد سوم حصہ ہفتم صفحہ 383)

40۔ تخمِ توحید ہر ایک نفس میں موجود ہے لیکن... وہ تخم سب میں مساوی نہیں۔

(جلد سوم حصہ ہفتم صفحہ 6)

41۔ بدی میں ہلاکت کی زہر ہے اور نیکی میں زندگی کا تریاق۔ اسی لئے بدی کے زہر کو دور کرنے کا ذریعہ نیکی ہی ہے۔

(جلد دوم حصہ پنجم صفحہ 57)

42۔ جو کوئی اپنی زندگی بڑھانا چاہتا ہے اسے چاہئے کہ نیک کاموں کی تبلیغ کرے اور مخلوق کو فائدہ پہنچاوے۔

(جلد دوم حصہ پنجم صفحہ 89)

43۔ تقویٰ کے معنے ہیں بدی کی باریک راہوں سے پرہیز کرنا۔

(جلد دوم حصہ پنجم صفحہ 184)

44۔ وہ دین ہی نہیں جس میں نماز نہیں۔

(جلد دوم حصہ ششم صفحہ 423)

45۔ اٹھتے بیٹھتے چلتے پھرتے ہر وقت اسی کی یاد میں غرق ہونا بھی ایک ایسی صفت ہے کہ انسان اس سے انسان کہلانے کا مستحق ہو سکتا ہے۔

(جلد دوم حصہ ششم صفحہ 424)

46۔ انسان کا اسمِ اعظم استقامت ہے۔ اسمِ اعظم سے مراد یہ ہے کہ جس ذریعہ سے انسانیت کے کمالات حاصل ہوں۔

(جلد دوم حصہ ششم صفحہ 425)

47۔ مانگنا انسان کا خاصہ ہے اور استجابت اللہ تعالیٰ کا۔

(جلد اول تفسیر سورۃ فاتحہ صفحہ 69)

48۔ رحمانیت اور رحیمیّت میں یہی فرق ہے کہ رحمانیت دعا کو نہیں چاہتی مگر رحیمیّت دعا کو چاہتی ہے۔

(جلد اول تفسیر سورۃ فاتحہ صفحہ 71)

49۔ جب تک کسی کے پاس حقیقی نیکیوں کا ذخیرہ نہیں ہے تب تک وہ مومن نہیں ہے۔

(جلد اول تفسیر سورۃ فاتحہ صفحہ 287)

50۔ جو ڈھونڈتا ہے پاتا ہے۔ جو مانگتا ہے اس کو دیا جاتا ہے۔ جو کھٹکھٹاتا ہے اس کے واسطے کھولا جاتا ہے۔

(جلد اول تفسیر سورۃ فاتحہ صفحہ 37)

(جملہ حوالہ جات تفسیر بیان فرمودہ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام مطبوعہ اگست 2004ء۔ قادیان سے ماخوذ ہیں)

عدنان اشرف ورک

والی بال

والی بال پوری دنیا میں سب سے زیادہ کھیلی جانے والی دس کھیلوں میں سے ایک کھیل ہے۔ والی بال مختلف زمانوں میں مختلف طریقوں سے کھیلی جاتی رہی ہے۔ اور بدلتے بدلتے اب موجودہ صورت میں ہمارے سامنے موجود ہے۔ کبھی نئے قوانین اختیار کیے گئے اور کبھی از سر نو اس کھیل کو نئے طریقے سے کھیلا گیا۔

انسانی تخیل کی وجہ سے آج یہ کھیل مختلف طریقوں سے دنیا کے مختلف علاقوں میں کھیلا جاتا ہے۔ پوری دنیا میں شہرت کے لحاظ سے والی بال کی بہت سی مشہور اقسام ہیں۔ والی بال کی ان اقسام میں سے آج سب سے زیادہ مشہور اور عام طور پر دنیا کے ہر خطے میں کھیلی جانے والی قسم کا ذکر کروں گا۔ جس کا نام ’’اِن ڈور والی بال‘‘ (Indoor volleyball) ہے۔

اِن ڈور والی بال (Indoor volleyball)

تعارف

والی بال کی یہ قسم پوری دنیا میں سب سے مشہور اور عام طور پر کھیلی جانے والی ہے۔ عام طور پر یہ کہا جاتا ہے کہ اسکی ایجاد 1895ء میں ’’ولیم جی۔ مارگن‘‘ (William G. Morgan) نے کی۔

1949ء سے والی بال کے بین الاقوامی مقابلے باقاعدگی کے ساتھ منعقد ہونا شروع ہوئے۔ ’’اِن ڈور والی بال‘‘ کو ٹوکیو اولمپک کھیلوں کا حصہ 1964ء میں بنایا گیا۔

Federation International de volleyball FIVB کے ایک اندازے کے مطابق تقریباً آٹھ سو ملین (800M) ایتھلیٹس پوری دنیا میں والی بال کھیلتے ہیں۔

گراؤنڈ

’’اِن ڈور والی بال‘‘ کے گراؤنڈ کی لمبائی 18 میٹر اور چوڑائی 9 میٹر (59 فٹ×29 فٹ 6 انچ) ہوتی ہے۔ ایک کورٹ 9 میٹر لمبا اور 9 میٹر چوڑا ہوتا ہے۔ FIVB کے مطابق 3 میٹر کی خالی جگہ گراؤنڈ کے ہر طرف چھوڑی جانی چاہیے۔

بال

’’اِن ڈور والی بال‘‘ کا بال آرٹیفیشل چمڑے کا بنا ہوتا ہے۔ جسکی گولائی 65-67cm سنٹی میٹر ہوتی ہے۔ اس بال کا وزن 260 سے 280 گرام ہوتا ہے۔

نیٹ

’’اِن ڈور والی بال‘‘ میں استعمال ہونے والے نیٹ کی اونچائی زمین سے اوپر کو 2.43 میٹر (7 فٹ 11 انچ) ہوتی ہے۔ یہ مردوں کے مقابلوں کے لیے نیٹ کی اُنچائی ہے۔ عورتوں کے مقابلوں میں نیٹ کی اونچائی زمین سے اوپر کو 2.24 میٹر (7 فٹ 4 انچ) کی ہوتی ہے۔

کھیل کا طریق

یہ کھیل دو ٹیموں کے درمیان کھیلا جاتا ہے۔ ہر ٹیم چھ کھلاڑیوں پر مشتمل ہوتی ہے۔ گراؤنڈ میں دونوں ٹیموں کے درمیان نیٹ لگا ہوتا ہے۔ کھیل کی شروعات سرو کروا کر ہوتی ہے۔ دونوں ٹیمیں پوائنٹ حاصل کرنے کے لیے ایک دوسرے کے ساتھ مقابلہ کرتی ہیں۔ جو ٹیم پہلے 25 پوائنٹ حاصل کر لے وہ سیٹ جیت جاتی ہے پچیس پوائنٹس کے تین سے پانچ سیٹ کھیلے جاتے ہیں۔ جو ٹیم زیادہ سیٹ جیت جائے وہ فاتح ٹیم کہلاتی ہے۔ ایک پوائنٹ حاصل کرنے کے لیے کھلاڑی کو مخالف ٹیم کے کورٹ میں بال کو گرانا ہوتا ہے۔ اس کھیل میں کھلاڑی زیادہ تر ہاتھوں کو استعمال کرتا ہے۔ جسم کے کسی بھی حصے کے ساتھ بال کو روکے رکھنے کی اجازت نہیں ہوتی ہے۔ ایک ٹیم ایک وقت میں زیادہ سے زیادہ تین ٹچ کر سکتی ہے۔ ایک کھلاڑی بال کو لگاتار دو دفعہ ٹچ نہیں کر سکتا۔

قوانین

ان ڈور والی بال کھیل کے بنیادی قوانین یہ ہیں:

کھلاڑی بال کو ایک وقت میں ایک ہی دفعہ ٹچ کر سکتا ہے۔ لگاتار دو دفعہ ٹچ کرنے سے پوائنٹ مخالف ٹیم کو مل جائے گا۔

سرو کرنے کے بعد بال مخالف ٹیم کے کورٹ میں گرنا چاہیے۔ بال نیٹ سے ٹکرا کر اپنے ہی کورٹ میں گرنے یا مخالف ٹیم کے کورٹ سے باہر گرنے پر پوائنٹ مخالف ٹیم کو مل جائے گا۔

دوران کھیل بال کو کچھ لمحے کے لیے روک کر نہیں رکھ سکتے۔ بال کو کچھ دیر ہاتھ سے یا جسم کے کسی حصے سے روکے رکھنے سے پوائنٹ مخالف ٹیم کو مل جائے گا۔

ایک ٹیم بال کو اپنے کورٹ میں آنے کے بعد زیادہ سے زیادہ تین بار ٹچ کر سکتی۔ ہے۔ بال کو چار بار ٹچ کرنے سے پوائنٹ مخالف ٹیم کو مل جائے گا۔

دوران کھیل نیٹ کو کسی بھی طرح ٹچ نہیں کر سکتے۔ نہ ہی ہاتھ سے نہ جسم کے کسی بھی حصے سے۔ نیٹ کو ٹچ ہو جانے سے پوائنٹ مخالف ٹیم کو مل جائے گا۔

سرو کرواتے وقت کھلاڑی کا پاؤں اپنے کورٹ کی پچھلی لائن سے باہر ہونا چاہیے۔ سرو کرواتے وقت اگر پاؤں لائن کو ٹچ ہوا تو پوائنٹ مخالف ٹیم کو مل جائے گا۔

کھلاڑی کا دوران کھیل مخالف کھلاڑی کی سمیش کو روکتے وقت پاؤں دوسری ٹیم کے کورٹ میں نہیں جانا چاہیے۔ اگر کھلاڑی کا پاؤں مخالف ٹیم کے کورٹ میں گیا تو پوائنٹ مخالف ٹیم کو مل جائے گا۔

کھلاڑیوں کی پوزیشنز

والی بال کے کورٹ میں سات پوزیشنز ہوتی ہیں۔ ہر پوزیشن ٹیم کو کامیاب بنانے میں اپنا منفرد کردار ادا کرتی ہے۔ ٹیم کو ہر ایک پوزیشن پر کھڑے کھلاڑی پر انحصار کرنا پڑتا ہے۔ والی بال نہایت چستی کے ساتھ کھیلی جانے والی کھیل ہے۔ اس لیے ہر ایک کھلاڑی کو اپنی تمام پوزیشنز میں انتہائی ماہر ہونا پڑتا ہے۔ اب میں ان ساری پوزیشنز کو مختصر بیان کر دیتا ہوں۔

1۔سیٹر (Setter)

سیٹر کا والی بال کی ٹیم میں سب سے اہم کردار ہوتا ہے۔ اس پوزیشن پر موجود کھلاڑی کو مستقل طور پر حرکت میں رہنا پڑتا ہے۔ اور بال کو مستقل طور پر اچھے سے اچھالنا ہوتا ہے تا کہ اسکی ٹیم کا کھلاڑی بال کو اچھے سے مار کر پوائنٹ لے سکے۔ سیٹر کا پوری ٹیم سے کمیونیکیشن بہت ضروری ہوتا

ہے۔ سیٹر کے بغیر ٹیم اچھی سمیش اور تکنیکی پوائنٹس نہیں لے سکتی۔

2۔ آؤٹ سائیڈ ہٹر (Outside Hitter)

آؤٹ سائیڈ ہٹر کو ’’لفٹ سائیڈ ہٹر (Leftside Hitter)‘‘ بھی کہا جاتا ہے۔ یہ ہیڈ اٹیکر ہوتا ہے۔ کامیاب آؤٹ سائیڈ ہٹر کو جمپ زیادہ سے زیادہ اونچا لگانا آنا چاہیے۔ قدموں کی حرکت تیز ہونی چاہیے اور والی بال گراؤنڈ کی مختلف جگہوں سے بال کو ہٹ کرنا آنا چاہیے۔

3۔اوپوزٹ ہٹر (Opposite Hitter)

اوپوزٹ ہیٹر کو ’’رائیٹ سائیڈ ہیٹر (Right side Hitter)‘‘ بھی کہا جاتا ہے۔ اس پوزیشن پر موجود کھلاڑیوں کو دفاع اور حملے کے دوران صحیح طریقے سے اپنا توازن جمپ لگاتے ہوئے برقرار رکھنا آنا چاہیے۔ اس پوزیشن پر موجود کھلاڑیوں کو والی بال کو ہٹ کرنے کے بہت سے مواقع ملتے ہیں۔ جسکی وجہ سے ان کھلاڑیوں کا جمپ اچھا ہونا چاہیے۔ انہیں مخالف ٹیم کی طرف سے آنے والی سروس کو بھی اچھے سے اُٹھانا آنا چاہیے۔

4۔مڈل بلاکر (Middle Blocker)

مڈل بلاکر کو ’’مڈل ہیٹر (Middle Hitter)‘‘ بھی کہا جاتا ہے۔ یہ ٹیم میں عموماً سب سے لمبے کھلاڑی ہوتے ہیں۔ یہ کھلاڑی ٹیم کی پہلی لائن میں کھڑے ہوتے ہیں۔ ان کا کام مخالف ٹیم کی طرف سے آنے والی بال کو سب سے پہلے روکنا ہوتا ہے۔ مڈل بلاکر کا ایک یہ کام بھی ہے کہ وہ مخالف ٹیم کے اٹیکرز کی حرکات کو سمجھتے ہوئے جلدی سے اپنے بازوؤں کو نیٹ کے اوپر بلند کریں تا کہ مخالف ٹیم کے اٹیک کو روک سکیں۔

5۔لیبرو (Libero)

اس پوزیشن کا کھلاڑی اپنے کورٹ کی پچھلی لائن میں ہی کھیل سکتا ہے۔ اس وجہ سے یہ کھلاڑی مخالف ٹیم کی ہٹ کو اُٹھانے کے لیے سب سے موزوں کھلاڑی ہوتا ہے۔ لیبرو کھلاڑی ٹیم سے منفرد نظر آتا ہے کیونکہ اسکی وردی باقی ساری ٹیم سے الگ ہوتی ہے۔

6۔ڈیفینسو سپیشلسٹ (Defensive Specialist)

یہ پوزیشن لیبرو سے ملتی جلتی پوزیشن ہے۔ ڈیفینسو سپیشلسٹ ٹیم کی پچھلی لائن میں کھیلتا ہے۔ اپنے کورٹ کے پچھلے حصے میں کسی بھی جگہ پر ڈیفنس کرنے کے لیے تیار رہتا ہے۔ یہ کھلاڑی زیادہ ڈیفینسو ہوتا ہے۔ اس کھلاڑی کا بنیادی کام مخالف ٹیم کی طرف سے کی ہوئی سرو کو اچھے سے اُٹھانا ہوتا ہے۔ جس کے لیے اس کھلاڑی کو جسمانی طور پر زیادہ چست ہونا چاہیے تا کہ اپنے کورٹ کے ہر حصے میں بھاگ کر بال کو اٹھا سکے اور آرام سے ڈائیو بھی کر سکے۔

7۔سرونگ سپیشلسٹ (Serving specialist)

سرونگ سپیشلسٹ وہ کھلاڑی ہوتا ہے جو مشکل اور صحیح نشانے پر سرو کروا سکے۔ اس کھلاڑی کی پوزیشن بہت اہم مانی جاتی ہے۔ اس کھلاڑی کی سرو ایسی مشکل ہونی چاہیے کہ مخالف ٹیم کے کھلاڑیوں کو سرو اُٹھانے میں مشکل پیش آئے۔ اور سرو اُٹھانے سے گھبرائیں۔

DAILY LONDON
ALFAZL
ONLINE

www.alfazlonline.org
@alfazlonline
@alfazlonline
ONLINE EDITION | Download on the App Store | Google play

اپنے مضامین، آرٹیکلز، نظمیں اور آراء
درج ذیل ذرائع میں سے کسی ایک پر بھجوائیں
+44 79 5161 4020
info@alfazlonline.org

ادارہ کا مضمون نویسوں، تبصرہ و مراسلہ نگاروں کے خیالات اور آراء سے متفق ہونا ضروری نہیں

بقیہ: حضرت خلیفۃ المسیح الرابعؒ کے ارشادات...... از صفحہ 8

نصیب ہوسکتی ہے اگر امام وقت کو تسلیم کرو۔ اس سے محبت کا رشتہ باندھو۔ کیونکہ یہی محبت کا رشتہ سلسلہ وار خدا تک پہنچے گا۔ محمد مصطفیٰؐ کی سچی محبت تمہارے دلوں میں پیدا کرے گا۔ صحابہؓ کی سچی محبت کے سلیقے تمہیں سکھائے گا۔ اہل بیت کی سچی محبت کی روح تمہیں عطا کرے گا۔ یہ صاحبِ عرفان محبت ہو گی جس کے نتیجے میں پاک عمل پیدا ہوتا ہے۔ یہ ایسی محبت ہو گی جس کے نتیجہ میں دل پاک کئے جاتے ہیں اور پاک دل ایک دوسرے سے نفرت نہیں کیا کرتے۔ پاک دل آپس میں بٹ نہیں جایا کرتے بلکہ ایک ہاتھ پر جمع ہو جاتے ہیں اور امتِ محمدیہؐ کو دوبارہ ایک ہاتھ پر جمع کرنے کے لئے خدا تعالیٰ نے جس امام کو بھیجا ہے وہی ان روحانی رشتوں کا ضامن بن کر آیا ہے۔ وہی ان روحانی رشتوں کا اللہ تعالیٰ کی طرف سے منادی بن کر بھیجا گیا ہے۔ تم اس کی ندا پر کان دھرو اور اطاعت اور محبت کے ساتھ اس کے حضور اپنے دلوں کو ان معنوں میں جھکا دو کہ جس طرف وہ بلاتا ہے وہ دل لپکتے ہوئے لبیک کہتے ہوئے اس طرف دوڑیں۔ میں خدا کی قسم کھا کر کہتا ہوں کہ جس طرف وہ ان دلوں کو بلا رہا ہے یعنی تم سب کے دلوں کو وہ محمد رسول اللہؐ کا رستہ ہے وہ خدا کا رستہ ہے اور کسی کا نہیں اس کے سوا اور کوئی رستہ نہیں۔ اسی کا نام صراط مستقیم ہے۔ اسی سے وحدت ملّی عطا ہوتی ہے۔ اسی سے تفرقے پھر وحدت کی لڑیوں میں پروئے جاتے ہیں۔

پس آپ سب حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی آواز پر لبیک کہیں اور اگر آپ یہ سمجھتے ہیں کہ یہ دور کی باتیں ہیں تو ان نصیحتوں پر تو عمل کریں یا بتائیں کہ ان میں کیا نقص ہے۔ ان سے بہتر بات تو پیش کر کے دکھائیں۔ آپ تسلیم نہیں کرتے کہ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام وہی ہیں جو حکم عدل بن کر آئے تھے اور تمہارے درمیان انصاف سے فیصلہ کرنے والے تھے اب آپ کے فیصلے میں نے تمہیں سنا دئے ہیں۔ ان فیصلوں سے بہتر فیصلے کر کے تو دکھاؤ۔ بتاؤ تو سہی کہ اس سے زیادہ اور کون سی پاک اور موئثر راہ ہوسکتی ہے جو مسلمانوں کے بٹے ہوئے دلوں کو پھر ایک ہاتھ پر اکٹھے کرسکتی ہے۔ پس حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام پر ایمان لانا اب تمہارے اختیار کی یا ہاں یا نہ کی بات نہیں رہی۔ امر واقعہ یہ ہے کہ سچا امام جن رستوں کی طرف بلاتا ہے ان رستوں سے انکار خودکشی کے مترادف ہو جایا کرتا ہے۔ تو انکار کرو گے بھی تو باتیں وہی ماننی پڑیں گی جو حضرت مسیح موعودؑ کہتے ہیں۔ ان باتوں سے بہتر باتیں تمہارے فرشتے بھی سوچ نہیں سکتے کیونکہ یہ خدا کا کلام ہے جو حضرت محمد رسول اللہؐ کے ذریعہ آپؐ کی برکتوں سے حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے دل پر نازل ہوا۔ جو وحدت کے رستے آپؑ نے بتائے ہیں ان کے سوا اور کوئی وحدت کا رستہ نہیں۔ پس اس رستے سے آؤ یا اس رستے سے آؤ، طوعاً آؤ یا کرھًا آؤ۔ تم نے حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی اگر بیعت نہیں کرنی تو باتوں کو تو لازمًا ماننا پڑے گا اور اگر نہیں مانو گے تو اسی طرح بٹے رہو گے۔ اسی طرح ایک دوسرے کے خلاف نفرتوں کی تعلیم دیتے رہو گے۔ نفرتوں کی منادی کرتے رہو گے اور ہر سال بجائے اس کے کہ محرم امت محمدیہؐ کو ایک کرنے کا عظیم الشان نظارہ دکھائے ہر سال یہ محرم آپ لوگوں کو اور زیادہ متفرق کرتا چلا جائے گا۔ آپ کے دلوں کو اور زیادہ پھاڑتا چلا جائے گا۔ اللہ تعالیٰ آپ کو عقل دے، ہوش دے اور وہ سچی باتیں جو ایک صاف اور پاک دل کو صاف دکھائی دیتی ہیں۔ کسی دلیل کی حاجت نہیں رہتی۔ سچ تو خود اس طرح بولتا ہے کہ مومن کی پیشانی سے برستا ہے۔ سچ تو خود اس طرح بولتا ہے جیسے مشک خوشبو دیتا ہے۔ پس حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی باتوں میں وہ سچائی ہے جو مومن کی پیشانی کے نور کی طرح آپ کے چہرے سے برس رہی ہے۔ آپ کی باتوں میں وہ سچائی ہے جو مشک کی طرف خوشبو رکھتی ہے اور خود بخود اٹھتی ہے اور فضا کو مہکا دیتی ہے۔ پس ان باتوں پر غور سے کان دھرو اور ان کو اپنے دلوں میں جگہ دو۔ یہی ایک رستہ امت کو دوبارہ وحدت کی لڑیوں میں پرونے کا رستہ ہے۔ اس کے سوا اور کوئی رستہ نہیں۔ اللہ تعالیٰ آپ کو توفیق عطا فرمائے۔ آمین۔

(خطبہ جمعہ فرمودہ 17جون 1993ء، خطبات طاہر جلد 13صفحہ 447-466)

(باقی کل ان شاءاللہ)

ایک سبق آموز بات

دوستی کا رشتہ

یہ سچ ہے کہ زندگی کے ہر دور میں ایک مخلص دوست نعمت سے کم نہیں ہوتا۔ کسی شاعر نے کہا ہے کہ ’’دوستی ایسا رشتہ جو سونے سے بھی مہنگا‘‘ اگر اچھے دوست کی پہچان نہ ہو تو بری صحبت کی دوستیاں مہنگی پڑ جاتی ہیں خصوصاً آج کے پُرفتن دور میں دوستی کے روپ میں دشمنیاں کرنا عام بات ہے۔ نوجوان نسل کئی دفعہ نادانی میں peer pressure یعنی دوستوں کے دباؤ میں آ کر کئی غلط فیصلے کرتے ہوئے اپنے بزرگوں، ماں باپ اور مذہب کا ادب و احترام تک بھُلا دیتی ہے۔

آنحضرت صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم کے فرمان کے مطابق دوست میں یہ تین خوبیاں دیکھنی چاہیں،

(1) جس کو دیکھ کر تمہیں خدا یاد آئے۔ (2) جس کی بات سے تمہارے علم میں اضافہ ہو۔ (3) اس کا عمل دیکھ کر تمہیں آخرت کی طرف رغبت ہو۔

ایک اور جگہ فرمایا کہ آدمی اپنے دوست کے دین پر ہوتا ہے اس لیے تم میں سے ہر شخص کو دیکھنا چاہیے کہ کس سے دوستی کر رہا ہے۔

(سنن ترمذی)

مرسلہ: ناصرہ احمد۔ کینیڈا

10 اگست 2022ء		طلوع فجر	غروب آفتاب
مکہ مکرمہ		04:36	18:54
مدینہ منورہ		04:30	19:00
قادیان		04:20	19:17
ربوہ		04:00	18:57
اسلام آباد ٹلفورڈ		04:12	20:35

فقہی کارنر

نماز پنجگانہ میں فرض رکعات کی تعداد

حضرت مسیح موعود علیہ السلام فرماتے ہیں۔

’’کوئی مسلمان اس بات میں اختلاف نہیں رکھتا کہ فریضہ صبح کی دو رکعت ہیں اور مغرب کی تین اور ظہر اور عصر اور عشاء کی چار چار اور کسی کو اس بات میں اختلاف نہیں کہ ہر یک نماز میں بشرطیکہ کوئی مانع نہ ہو قیام اور قعود اور سجود اور رکوع ضروری ہیں اور سلام کے ساتھ نماز سے باہر آنا چاہئے‘‘

(الحق مباحثہ لدھیانہ، روحانی خزائن جلد 4 صفحہ 87)

(داؤد احمد عابد۔ استاد جامعہ احمدیہ برطانیہ)